SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 24, 1990.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament),Islamabad,at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy man (Syed Muhammad Fazal Agha)in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآ
ءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ
مِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 24, 1990.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament),Islamabad,at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy man (Syed Muhammad Fazal Agha)in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآ
ءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ
مِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ إِلَى اللّٰهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

...مہ: اور اے پیغمبر ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی ...کرتی ہے اور ان سب پر شامل ہے تو جو حکم خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ...فیصلہ کرتا ہے اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی ...ی کرنا ہم نے تم میں سے ہر ایک فرقے کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے اور ...چاہتا تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا، مگر جو حکم اس نے تم کو دئے ہیں ان میں ...ی آزمائش کرنی چاہتا ہے سو نیک کاموں میں جلدی کرو، تم سب کو خدا کی طرف لوٹ ...ہے پھر جن باتوں میں تم کو اختلاف تھا وہ تم کو بتا دے گا۔

...ب ڈپٹی چیئرمین: ملک محمد علی خان صاحب نے ناسازیٔ طبع کی بنا پر ۲۲ دسمبر سے ...مبر تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

...ب محمد علی خان: جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب ---

...ب ڈپٹی چیئرمین: پہلے رخصت کی درخواستیں ختم کرنے دیجئے پھر آپ کو موقع دیتے ہیں۔
جناب محمد سعید قریشی صاحب کے بھائی صاحب انتقال کر گئے ہیں اس لئے انہوں نے ... کے حالیہ مکمل اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور ...تے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

...اب ڈپٹی چیئرمین: امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب، ۲۲ دسمبر کو ایوان میں شرکت نہیں ...سکے اس لئے انہوں نے اس دن کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ... رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد ابراہیم بلوچ صاحب نے ایوان سے ذاتی مصروفیات ...بنا پر ۲۲ تا ۳۰ دسمبر رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے

ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب عبدالمجید قاضی نے اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے ۲۶ دسمبر سے ۲۷ دسمبر تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ نے ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER RE: ARRANGEMENT OF PRIVATE MEMBER BUSINESS.

Mr. Javed Jabbar : Point of order. Mr. Chairman, I would like to invite your kind attention to Rule 23 which specifies arrangement of government business on days set for government business but in the Rules procedure there is an anomaly overlooked when we were revising the Rules of Procedure that there is no specific rule which enables any kind of specific arrangement of private members business. Now, Mr. Chairman, as a result of this anomaly today we have an Order of the Day which runs into an extremely impressive 33 items.

Mr. Deputy Chairman : This is right.

Mr. Javed Jabbar : Now, Mr. Chairman, my submission is that in arranging the sequence of the items on Orders of the Day particularly on private members business day there needs to be a fair degree of consultation - prior consensus between the members on the one handand the Secretary, Senate on the other hand. So, that perhaps these procedural items like laying of reports on the table of the Senate should be kept sequentially at the last. So that the substantive business which is the legislative business is given higher precedence and priority.

As you are aware Mr. Chairman, as it is this mighty House of 87 there are about 15 or 20 or 25 at the most of us who come regularly and it is very difficult to cling to the precipice of the quorum. Any time it can fall down. Now by the time we get through 33 items, I assure you, only you and I will be looking at each other in this Senate Hall. Therefore, I request Mr. Chairman, in today's sitting is it not possible to revise the Orders of the Day with the consent of the House?

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جاوید جبار صاحب اس کا نوٹس لے لیا گیا ہو گا۔

It is not a point of order but still you have made a point.

اس کو consider کیا جائے گا میرے خیال میں اس کے لئے بہتر ہے کہ سیکریٹریٹ میں یا چیمبر میں اس پر مزید بحث کر لیں تو ہم مزید اس کارروائی کو سدھار سکتے ہیں جناب احمد میاں سومرو صاحب۔

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I was opposing this becaus laying of motions is just a formal thing. They are just laid before th House, so why to keep them to the end; this is no point.

Mr. Deputy Chairman: That is right. Thank you. Janab

Muhammad Ali Khan please move.

~~MOTION UNDER RULE 236 TO DISPENSE WITH THE RULES~~.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, I beg to move tha under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business i the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rule b dispensed with.

Mr. Deputy Chairman : As moved by Leader of the House tha under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business i the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said Rule b dispensed with.

(the motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: So, the Question Hour stan suspended.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب آپ کی ایک پریویلیج موشن نمبر ۵ ہے شاید آپ اسکو move نہیں کرنا چاہتے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں میں اسکو move نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں move کرنا چاہتے لہذا ڈراپ ہو گی۔ تحریک التوا۔ جی جاوید

جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: I submitted a privilege motion yesterday.

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ under consideration ہے جاوید صاحب۔ اس وقت لسٹ پر نہیں ہے آج سیشن کے بعد آپ چیمبر میں تشریف لائیں تو دیکھیں گے میری نظروں سے نہیں گزری سیکریٹریٹ شاید اسکو ابھی دیکھ رہا ہے،

جناب جاوید جبار : سیکریٹریٹ کو تو کل میں نے Submit کر دی تھی چیئرمین صاحب۔

It is not a matter which requires great legal or constitutional interpretation. It is a matter of privilege of the members of the Senate and I would request you to allow me to move it today.

Mr. Deputy Chairman: Javed Jabbar Sahib, I have not gone through those documents, and I think it is still with the Chairman,

اور چیئرمین صاحب شاید اسکو examine کریں گے کل یا پرسوں اسی ہفتے لے لیں گے۔۔۔

جناب جاوید جبار : مجھے جو خدشہ ہے وہ یہ ہے مسٹر چیئرمین!

because it relates to the State owned media of television if they are allowed to get away to-night with the kind of distortion that they practised on the 22nd of December - I am only submitting that they will be committing yet another transgression of the principles of fairness. So, by not allowing me to move that motion today, you are opening the scope for the State owned media to go haywire again tonight. So, that is why I wanted to move it today.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جاوید جبار صاحب یہ کوئی نئی آرگنائزیشن نہیں ہے پچھلے کئی عرصے سے یہ لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں میرے خیال میں ایک رات میں اتنی بڑی تباہی نہیں کر سکتے ہیں it is no point of order آپ تشریف رکھیں۔

We will examine your privilege motion. If it is permissible under the rules, definitely it will come up.

I assure you. آج کی رات میں کچھ نہیں ہوگا انشاءاللہ

جناب جاوید جبار : دیکھیں گے آپ رات کو کیا کیا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ تحریک التوا نمبر ۲۳ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس مقدس ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں۔ روزنامہ "جسارت" مورخہ ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت کے مطابق لندن ایئرپورٹ سے پاکستان کے دفاع اور سلامتی سے متعلق اہم کاغذات ایک ایسے بریف کیس سے دستیاب ہوئے ہیں جو ائیرپورٹ انتظامیہ کو لاوارث سامان کے طور پر ملا۔ یہ بریف کیس نئی دہلی سے لندن جانے والی پین امریکی ہوائی کمپنی کے جہاز سے برآمد ہوا یہ خبر "جسارت" نے لندن کے معروف اخبار "آبزرور" کی رپورٹ کی بنیاد پر شائع کی ہے خبر میں اس امر کا بھی شبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس بریف کیس میں وہ دستاویزات بھی پائی گئی ہیں جو اُن فائلوں میں تھیں جنہیں مطالعہ کے لیے پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت کے گشتی مشیر یعنی منوالا، مشیر نصیر اے شیخ اور جناب اقبال اخوند صاحب نے منگوائی تھیں لیکن پھر دفتر کو واپس نہیں کیں یہ قومی اہمیت کا ایک نہایت ہی اہم اور اندوہناک واقعہ ہے اور حالیہ واقعہ اس پہلو سے ہے کہ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۹۰ کی پین امریکن پرواز سے متعلق ہے۔ اسے سینیٹ میں زیر بحث لاکر اس انتہائی اہم قومی مسئلے پر گفتگو کا موقع فراہم کیا جائے اس لیے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی معمولی کی کارروائی معطل کرکے اس قومی اور بین الاقوامی اہمیت پر بحث کی جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Is it being opposed?

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman : Let the government decide whether they are going to oppose or admit it.

Syed Fakhar Imam : Mr. Chairman, I think, the honourable Minister for Foreign Affairs was going to be here.

Mr. Deputy Chairman : He is coming. He is here. Meanwhile Mr. Javed Jabbar, you are on point of order.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I just want to draw your kind attention to the uncontradictable flexibility with which motions are allowed to be worded in the Senate.

Now Rule 75(g) is very clear. It says:-

"that the motion shall not contain arguments, inferences, ironical expression and so on..."

Now, with a distinguished colleague like mine Prof. Khurshid, I noticed that often adjectives, opinions are included in the text of the motion and sometimes treasury benches oppose motions and motions are knocked out on this technicality as well. Now, we should follow a uniform procedure and all wordings of an adjournment motion should strictly be adhered to the Rules of Procedure because the uniform applications are applied to every one.

Mr. Deputy Chairman : It is not a point of order but still you have made the position clear. Thank you very much.

Mr. Javed Jabbar : Sir, to the text of this adjournment motion it is not within the Rules of Procedure. It contains arguments and inferences. Now, how can you say, it is not point of order?

Mr. Deputy Chairman : I think, it is for the Chairman to decide and he has already allowed the motion to be moved in the House, therefore, this is no point of order. Thank you very much.

Mr. Javed Jabbar : Sir, one may not necessarily be perfect.

Mr. Ahmedmian Soomro: Sir, I think, Mr. Javed Jabbar has become wiser while going from the treasury benches.

Mr. Deputy Chairman : It happens always when you sit in the opposition.

Mr. Javed Jabbar : Mian Sahib, you never noticed.

Mr. Deputy Chairman : Sahabzada Sahib, do you need Prof.

Khurshid Sahib to move it again or not?

Sahibazada Yaqub Khan : It is the same motion as it relates to the alleged loss of a number of documents in London.

Mr. Deputy Chairman : That is right, it is on the same subject.

Sahibazada Yaqub Khan : I would wish to make a statement giving the reasons why it is not necessary to admit the motion.

(Interruptions)

The motion is based on a report published......

Dr. Bisharat Elahi : Point of order. Mr. Chairman, I would through you Sir, request the honourable Minister to tell us whether he is opposing the motion or not.

Sahibazada Yaqub Khan : I oppose the motion.

Mr. Deputy Chairman : He is opposing the motion and he will now make a statement.

Dr. Bisharat Elahi : Right, thank you Sir.

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ قاضی کا لفظ استعمال کرتے ہوئے اس کے ساتھ نام بھی لیا جائے تاکہ مجھ پر اعتراض نہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ آپ نے صحیح کہا۔ شکریہ جی۔ صاحبزادہ یعقوب صاحب۔

Sahibazada Yaqub Khan : Sir, on opposing the motion I would like to make the following statement:

> This motion is based on a report published in the daily 'Jasarat' which is purported to have been carried from the London newspaper 'Observer'. It alleges that important documents relating to defence and security of Pakistan were found at the London Airport by the London Airport Authority in an unclaimed briefcase. The insinuation that the above mentioned documents were taken from the files of the Foreign

Office by former Special Assistant to the Prime Minister Dr. Naseer A. Sheikh and former Ambassador at large Mr. Happy Minwalla. This report is baseless and unfounded. The thorough investigation in this matter at our headquarters as well as at the High Commission in London. Our Mission in London after a careful inquiry has matter at our headquarters as well as at the High Commission in London.Our Mission in London after a careful inquiry has informed us that in the first place there is no journal by the name of 'London Observer' and no such journal exists. However, the 'Sunday Observer' which is the closest in its title to this name has been scanned and carefully several copies have been seen. No such report has been published in that periodical recently either.

The London Airport Authorities have also confirmed that no unclaimed briefcase was found by them. We also checked our records according to which no classified documents have been found missing or no classified documents were in fact handed over by the Ministry to either of the above mentioned gentlemen.

In view of the above explanation, the honourable Senator is requested not to press his motion. Obviously, if these facts were correct it would be a matter of serious concern and surely appropriate for a debate and admission of the adjournment motion but in view of what I have stated, I would request the honourable Senator to withdraw the adjournment motion.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Malik Faridullah Khan on a point of order.

جناب فرید اللہ خان : جناب چیئرمین! جب یہ خبر اخبار میں شائع ہوئی تو کیا وزارت خارجہ نے اس کی تردید شائع کی تھی یا نہیں ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے لیکن صاحبزادہ صاحب نے کہہ دیا ہے کہ ایسا وہاں پر کوئی جرنل نہیں ہے جس میں اشاعت ہوئی ہو ۔

Sahibazada Yaqub Khan: : This was investigated and it is on the basis of this investigation, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں وزیر خارجہ صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس معاملے کو investigate کروایا۔ البتہ مجھے یہ بڑا frivolous سا بیان لگا جو ان کو زیب نہیں دیتا کہ آبزرور، سنڈے آبزرور۔ آبزرور جب بھی کہا جائے گا اس کا معنی Sunday Observer ہی ہے۔ اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ آج نہیں بلکہ پچاس سال سے week days پر Guardian نکلتا ہے اور week end پر Observer نکلتا ہے۔ میرے خیال میں بریف میں شاید لوگوں نے یہ بات ڈال دی ہوگی۔ لیکن ان کے مقام سے یہ بات ذرا فروتر تھی کہ ایسی frivolous چیز کو وہ اپنے بیان میں لاتے۔ مجھے اصل دلچسپی اسی بات سے تھی کہ کیا فارن آفس سے کاغذات missing ہیں یا نہیں اور میں جسارت کروں گا یہ پوچھنے کی کہ ان دو ناموں کے علاوہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تیسرا نام جو اسی پوزیشن کے حامل تھے اور فائل ان کے نام پر گیا ہو۔ اگر وہ اس پر ذرا بھی investigate کر لیں تو بہتر ہے۔ اگر وہ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ فارن آفس سے کوئی فائل ایسی نہیں کہ جو ان Advisers کے پاس گئی تھی اور واپس نہیں آئی۔ اور وہ یہ ضمانت دیتے ہیں کہ ایسا کوئی بریف کیس بیسترو پر نہیں پکڑا گیا۔ جس میں پاکستان سے متعلق کاغذات ملے ہوں۔ تو مجھے بڑی خوشی ہوگی اور میں ہرگز اس پر اصرار نہیں کروں گا۔ لیکن اگر معاملہ صرف الفاظ کا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ معاملہ صرف الفاظ کے پردے میں نہ لیا جائے بلکہ اس کا جو اصل substance ہے، اور وہ یہ ہے کہ کیا ہمارے کچھ کاغذات کسی ایسے شخص کو جو اس کا مجاز تھا دیکھنے کے لیے دیئے گئے تھے۔ جو واپس نہیں آئے۔ اور نمبر ۲ یہ کہ کیا ایسے کاغذات غیروں کے ہاتھوں میں پہنچے ہیں اور کسی دوسرے ذریعے سے، خواہ وہ ائیرپورٹ سے حاصل ہونے والا بریف کیس ہو یا otherwise ہمیں واپس ملے۔ آپ کی اجازت سے صرف ایک جملہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے قرارداد کو جو تھوڑا بہت میرا پارلیمانی تجربہ ہے اس کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کے بارے میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ مبنی ہے ان اخباری اطلاعات

پر جو یہاں شائع ہوئیں ۔ ان اطلاعات میں جتنا کچھ پہلو کسی کو پس پردہ اٹھانے کا ہے صرف اسی حد تک اسے یہاں بیان کیا گیا ہے اس کے بعد نہ میں نے اس پر کوئی دلائل کا اضافہ کیا ہے اور نہ اپنی طرف سے میں نے adjectives کا اضافہ کیا ہے ۔

اگر ہمارے محترم سینیٹر سمجھتے ہیں کہ ان میں کوئی ایک لفظ بھی ان واقعات سے ہٹ کر ہے تو وہ اس کی نشاندہی کریں ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ہی نامناسب طریقہ کہ محض اپنے دور کے کسی ایسے واقعہ کی بنا پر کہ جس پر ان لوگوں کو شرمسار ہونا چاہیئے وہ اس ٹائپ کی چیزوں کا سہارا لیتے ہیں ۔ ہم نے ان پر ٹیکنیکل اعتراضات نہیں کیئے اور میں ٹیکنیکل اعتراضات کو جانتا ہوں ۔ اور اس کی جو phraseology ہے یہ ضابطے کے بالکل مطابق ہے اس میں نہ ایک لفظ زائد ہے نہ ایک لفظ کم ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ نوابزادہ صاحب میرے خیال میں اس میں ڈیبیٹ کی گنجائش نہیں ہے ۔ جی نوابزادہ صاحب ۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : confidential یا Secret documents کو ظاہر کرنے کا ایک ایکٹ موجود ہے ۔ اس کے تحت یہ کیس رجسٹرڈ کیوں نہیں کیا گیا ۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو اس کے رجسٹر کرنے میں کیا امر مانع ہے ۔ اس کیس کو رجسٹر کر کے investigation کے لیئے پولیس کے ہاتھ میں دے دینا چاہیئے تھا ۔ Let them investigate

جناب ڈپٹی چیئرمین : پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ آپ کا شکریہ ۔ جی صاحبزادہ یعقوب صاحب ۔

Sahibazada Yaqub Khan: : Sir, I want to make the point regarding ....

Mr. Deputy Chairman : Sahabzada Sahib, I am sorry, Mr. Behrawar Saeed is on point of order..

Yes, please Akhunzada Sahib.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میری گزارش ہے اسوقت دفتر خارجہ میں کم از کم چار بڑی شخصیات کام کرتی تھیں - اور وہ ایک دوسرے کے متضاد تھیں - یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ موجودہ وزیر خارجہ صاحب یہ فرمائیں - ہو سکتا ہے کہ انہیں اس چیز کا علم رکھنے سے منع کیا گیا ہو اور وہ حضرات جو بہت ہی قریب تھے ان کا ایک شخص وہاں پرائم منسٹر ہاؤس میں تھا - تو یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اسمیں یہ کہنا کہ اخبار میں یہ نہیں چھپا یا یہ اخبار میں غلط چھپا ہے - یہ تسلیم کرنے کے قابل نہیں ہے - اس کی مکمل تفتیش کی جائے فارن منسٹر ہمیں مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں - یہ کوئی ایسی معمولی بات تو نہیں ہے کہ بریف کیس گیا اور وہاں غائب ہو گیا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ اب مفروضے پر ہی ساری بات base کرتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب ذمہ دار شخصیت ہیں اور قابل احترام شخصیت ہیں - بہت عرصے سے وزارت خارجہ میں ہیں - شاید ہم اور آپ سے زیادہ بہتر انہیں اپنے سیکرٹیریٹ کے حالات معلوم ہیں - جب وہ ہمیں گارنٹی دیتے ہیں یا اس ایوان کو گارنٹی دیتے ہیں - اپنے سیکرٹریٹ اور وزارت کے یا گورنمنٹ کے behalf پر کہ ایسا نہیں ہوا تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کوئی حق اس طرح پہنچتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے ہم یہ شک کریں کہ صاحبزادہ صاحب کو یا معلوم نہیں ہے یا انہوں نے دریافت نہیں کیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب بہتر پوزیشن میں ہیں اور یہ ملک کی ذمہ دار شخصیت ہیں - سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس ایوان میں جو بیان دیں گے وہ پوری ذمہ داری سے دیں گے - اس قسم کی بات نہیں ہو گی کہ صرف ایک سٹیٹمنٹ ہو -

Syed Abbas Shah : Sir, you are defending the case of the Government.

Mr. Deputy Chairman : No. I am not defending the case of the Government but as Chairman, I am supposed to say what I understand is correct.

Syed Abbas Shah : Thank you.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب اس میں پردہ پوشی نہیں ہونی چاہیئے ۔
جناب ڈپٹی چیئرمین : اخونزادہ صاحب تشریف رکھیں ۔

I have not given you the floor, please.

ڈاکٹر بشارت الٰہی : پوائنٹ آف آرڈر پر

Dr. Bisharat Elahi : Mr. Chairman, Sir, through you, I would request the Minister to kindly let us know whether the newspaper which actually published its report that is 'Jasarat', have they been contacted and have they sought any clarification from them?

ان سے انہوں نے کوئی رابطہ قائم کیا ہے اس خبر کے متعلق ۔
جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی ڈاکٹر صاحب ۔ جی صاحبزادہ صاحب ۔ آپ نے سب کچھ سن لیا ہے ۔

Sahibazada Yaqub Khan : Strictly speaking, we are now debating the admission of the adjournment motion and not a questions answers session. But in view of the importance of this subject again I do not want to seek refuge if you like under technicalities because the subject is important.

Sir, there are three issues, first of all it was important to define to be sure regarding which newspaper. Of course we know it is 'The Observer', if it has been the 'London Observer', if we had looked at the 'London Observer', and found no such reference but some obscure paper existed which was called the 'Observer' we would be at fault, therefore, it was important to point out that there is no paper such as 'Observer'. We were not satisfied, or the High Commission was not satisfied at having made enquiries into and gone through several number of the 'London Observer', then they wondered may be

[Sahibzada Yaqub Khan]

in a big town with large number of newspapers, there may be another newspaper called 'Observer.' So, the significance of the term 'Observer' and 'London Observer' was important. So, we were not merely mislead by the title and the second question relates to whether the report have been sufficiently investigated into.

The second aspect is that there was a portfolio of an attache-case which was found at the London Airport. Now, enquiries in the London Airport also reveal that no such attache-case containing papers was found. Then the third source to look for was, are there any papers that are missing from the High Commission, whether any papers given either by the High Commission directly to either of the persons mentioned and this reveals that no such papers were handed over to either of these persons. So, the three facts, whether in fact it appeared in the paper to which the 'Jasarat' has referred, is it true or not, there is no such paper, but the 'London Observer', was examined and it was not found in the 'London Observer', The London Airport Authorities confirmed that no such attache-case was found containing documents. Then the source from which the documents could have been given out was also examined. The conclusion was that no document of the security nature were passed by the High Commission to the persons concerned or by the Foreign Office ...

(Interruptions)

Sahabzada Yaqub Khan : Those were the three major points to be checked, no documents were missing, no documents were handed over to the persons concerned, the attache-case was not found at the London Airport; the newspaper to which reference has been made was also not traced, in no copy of the 'London Observer' was any reference to such an event being found. It may, however, be mentioned additionally that a similar report 'Dateline London' was published on October 22nd, 1990, in the issue of daily 'Pakistan Observer', Islamabad, the Intelligence Bureau had brought this to the Ministry's notice with a request for comments and the Ministry thoroughly checked the records of the various Divisions and the Director General and the Director concerned have confirmed that no classified documents were handed over to either Dr. Naseer Sheikh or Mr. Minwala. So, this is the essential element on which the enquiry should have dwelt to satisfy ourselves whether there was any truth in

this or not and I think from all those four or five sources we got no indication or no confirmation to give substance to a newspaper report which was found, therefore, to be unfounded and without any basis, thank you.

Mr. Deputy Chairman : Yes, Dr. Bisharat Ellahi on a point of order.

Dr. Bisharat Elahi: Through you Sir, I would repeat the question which I posed earlier on, whether the hon'ble Minister or the Foreign Minister contacted the newspaper 'Jasarat' to find out the details of this incident because that was the paper which carried this news item over here.

Mr. Deputy Chairman : There is no point of order, I think Prof. Khurshid Sahib would be in a better position to throw some light on this.

Dr. Bisharat Elahi: This is a very important question. Now, whereas the hon'ble Minister answered all other queries, he has not answered this question, all the others were not points of orders.

Mr. Deputy Chairman : That is right Sir, but through points of order we cannot pose question on a Minister while the adjournment motion is being discussed, this is what my point is that this is not a point of order. Yes, Prof. Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : میں اس تعاون کے لیے ڈاکٹر صاحب کا ممنون ہوں اور میں محترم وزیر خارجہ سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ بلا شبہ انہوں نے اس معاملے میں ضروری تحقیقات کی ہیں لیکن انہوں نے جو بھی بیان دیا ہے اس میں دو نکتے ایسے ہیں جو واضح نہیں ہو پائے ۔ ۔ ۔ ۔

(مداخلت)

Mr. Hassan A. Sheikh: After the matter is disposed of you have given ruling Sir, no further question arises.

Mr. Deputy Chairman : Sir, I have not given ruling, it is yet to be decided.

پروفیسر خورشید احمد: اس انویسٹیگیشن میں یہ بہت ضروری تھا کہ متعلقہ اخبار خواہ وہ اسلام آباد کا 'Observer' ہو یا کراچی کا 'بشارت' ہو ضرور ان کے ذمہ دار افراد کو پوچھنا چاہیئے تھا کہ اس خبر کی بنیاد آپ کے پاس کیا ہے اور اس خبر کے اندر بھی یہ بات لکھی ہوئی ہے جس کی کاپی میں نے آپ کو دی ہے کہ بریف کیس سے پاکستان سے متعلق دفاعی منصوبوں اور پاکستان کی سیکورٹی سے متعلق خفیہ دستاویزات ملی ہیں۔ لندن سے یہ اطلاعات موصول ہونے پر "آبزرور" کے سفارتی نامہ نگار نے وزارت دفاع اور خارجہ کے حکام سے رابطہ کیا۔ وزارت دفاع کے حکام نے خاموشی اختیار کی اور اس رپورٹ کی تصدیق یا تردید سے انکار کیا۔ جبکہ خارجہ امور کے حکام نے یہ تسلیم کیا کہ بعض اہم دستاویزات لاپتہ ہیں۔ ادھر ایک اور ذریعہ سے ..... یعنی اس کے بعد جو گشتی سفیر یا سابق مشیر کا ذکر ہے۔ وہ ایک دوسرے ذریعے سے ہے اور میں نے اسمیں اپنا اضافہ کیا تھا۔ اس لیے کہ دو نام ہی نہیں بلکہ اگر تیسرے مشیر کا معاملہ ہے تو اس کو بھی investigate ہونا چاہیئے اور اسمیں یہ بات کہی گئی تھی کہ فائلیں وزارت کے کمروں میں تھیں۔ لیکن اس کے بعد تحقیقات سے پتہ چلا کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ فائلوں کی نقل و حرکت کا علیحدہ رجسٹر میں اندراج تھا۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ انہیں متعلقہ افراد کے پاس بھیجا گیا ہے لیکن انہوں نے ان دستاویزات کو واپس نہیں کیا ان ذرائع کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ دونوں افراد سے ڈیڑھ دو ماہ کے دوران کئی دفعہ رابطہ کیا گیا لیکن فائلیں واپس نہیں آئیں اتنی تفصیلی رپورٹ ہے اس کے بعد اگر یہ حقیقت ہے کہ کچھ دستاویزات انکی ذمہ داری ختم ہونے کے بعد بھی انکے پاس رہیں اور انکو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی خواہ وہ اقبال اخوند صاحب یا بیجی مینوالا صاحب ہوں یا ڈاکٹر شیخ نصیر یا کوئی بھی ہو تو آپ کو اس substance کو واضح کرنا چاہیئے تھا جہاں تک ہائی کمشنر کا تعلق ہے وہ میری قرارداد میں بھی کہیں نہیں تھا اور اخباری اطلاع میں بھی نہیں تھا۔ ہائی کمشنر نے کوئی کاغذات نہیں

دیے گئے تھے کاغذات کا تعلق وزارت خارجہ سے تھا اگر آپ نے اس معاملے کی پوری طرح تحقیقات کر لی ہیں اور کوئی ایسے کاغذات نہیں ہیں جو ان کے پاس گئے تھے اور واپس نہیں آئے ہیں یا جو کسی اور وجہ سے missing ہیں تو ٹھیک ہم آپ کی بات ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن ہم اتنا کہیں گے کہ آپ نے یا آپ کے ذمہ دار افراد نے اس پورے مسئلے کی چھان بین کر لی ہے اور متعلقہ افراد خواہ وہ گشتی سفیر ہوں یا مشیر برائے سلامتی ہوں یا یا مشیر بے محکمہ ہوں تو ان سب کو آپ کو investigation کرنا چاہیئے اگر یہ بات آپ ہمیں کہیں گے تو ہم آپ کی بات قبول کریں گے لیکن اس پوری تفصیل کے بعد اسے آنا چاہیئے اور یہ سوال پھر بھی جواب طلب رہ جاتا ہے کہ آخر ان اخبارات کو کسی investegation میں کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ جنہوں نے اس مسئلے کو اٹھایا تھا خواہ وہ اسلام آباد کا 'Observer' ہو یا کراچی کا 'جسارت' ہو اور جہاں تک لندن کے 'Observer' کا تعلق ہے میں نے خود چونکہ اس کو نہیں دیکھا اس لیئے میں کوئی بات نہیں کہہ سکتا اگر آپ نے اس کو scan کیا ہے تو میں آپ کی بات پر اعتماد کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ صاحبزادہ یعقوب خان

Sahibazada Yaqub Khan:: Sir, if the newspaper had made it clear that this information reached them through their own sources, the newspaper gave the source of information and therefore transferred the primary responsibility to the source from which they have received this information. When that source was found to be false and baseless there was no point in carrying out further enquiry on this newspaper report. Nevertheless, as I have just mentioned, we went into great detail to see if any such document was missing or has been passed on to either of these two personalities and we found that no such document was missing nor had been handed over to Dr. Naseer Sheikh and to Mr. Happy Minwala as has been alleged. The Record Section does not find a missing document. This is the complete enquiry, if it would satisfy the Senator.

We could go deeper into thisand makeone more enquiry if you like. But the result of the first enquiry as far as this adjournment motion is concerned, should be a matter of even more serious

[Sahabzada Yaqub Khan]

concern to the Ministry. Even then it is to the public and the Senator and we would, therefore, doubly sure that there has been no omission of any kind not only to concentrate on this event but to ensure that it does not also happen in future and to go into the security of documents inasmuch depth as possible, that is about all I can say.

جناب ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر صاحب اس میں میں ایک گذارش کروں گا

Prof. Khurshid Ahmed : This is a very genuine offer on the part of the Foreign Minister.

میں اسے قبول کرتا ہوں آپ اس کے اس پہلو کا بھی جائزہ لے لیں اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھ لیں تھرڈ ایڈوائزر اقبال اخوند صاحب کیا کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ کاغذات ان کے پاس گئے تھے۔ اور واپس نہیں آئے۔ اس کو examine کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس میں ایک clarification یہ ہے کہ documents فوٹو سٹیٹ بھی ہو سکتے ہیں original documents آپ کی فائلوں میں رہ جائیں اور انکی فوٹو سٹیٹ کسی طرح shift ہوئی ہے ایک ambiguity اسمیں صاحبزادہ صاحب ہو سکتی ہے اور یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ہم فصیح اقبال صاحب کو کہیں کہ وہ اپنی انفارمیشن کمیٹی کی طرف سے scrutiny کریں اخبار میں یہ کہاں سے آیا اور کس طرح آیا تا کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹی پتہ کرے صرف اس پر کہ یہ رپورٹ کہاں سے آئی ہے

Syed Faseih Iqbal : It will refer to us.

Mr. Chairman : Thank you. Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar : Sir, a number of motions that I have submitted in the last few weeks have been returned to me in Chamber on the grounds that their factualities is either debateable or has been denied. Now, with great respect to my one or two distinguished colleagues I sensed a very discriminatory treatment in Chamber where

motions whose factually is totally denied are still allowed to be moved on the floor of the Senate and discussion takes place. Infact 15 minutes discussing something whose factuality has been denied categorically by the very same Foreign Minister who was then Foreign Minister and who is now Foreign Minister. What is the point of wasting 15 minutes and yet rejecting so many motions in chamber which I can't raise on the floor of the Senate.

Mr. Chairman : Thank you. This is no point of order. The substance matter raised in the motion was very important, concerned the foreign policy in the Foreign Office. It still needs detailed investigation, that's why the investigation of the news item is referred to the Standing Committee. I think this is no point of order. If you got some grievances about your adjournments and privilege motions please do come in the Chamber and we can discuss it there. This is not pressed but the enquiry regarding the news item will be made by the Information Committee. Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف: آپ نے رولنگ دے دی اب میری وضاحت کی ضرورت نہیں رہی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! اگلی آئٹم نمبر ۳۷ پروفیسر خورشید صاحب

ii) Re:Alleged disclosure BY an American Journal regarding producing missiles capable f carrying chemical weapons of mass destruction.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ میں ایوان کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہ تحریک التوا پیش کرنے کے لیے روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۰ء کی رپورٹ کے مطابق ایک امریکی جریدے نے یہ انکشاف کیا ہے کہ بھارت جدید ترین میزائلوں کی تیاری میں مصروف ہے۔ یہ میزائل ایٹم بم، کیمیاوی بم، اور دیگر تباہ کن ہتھیار لے جا سکتے ہیں۔ بھارت ان میزائلوں کی تیاری کے پروگرام میں پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کو اہم ترین نشانے کے طور پر رکھ کر عمل درآمد کر رہا ہے۔ یہ چونکہ فوری اور قومی اہمیت کا معاملہ ہے جسے سینٹ میں

[Prof. Khurshid Ahmed]

زیر بحث لانا انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی معمول کی کارروائی معطل کر کے اس قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی جائے

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Sahibazada Yaqub Khan: Opposed, Sir,

Mr. Chairman : It is being opposed.

پروفیسر صاحب اس پر بریف سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! میں نے اپنی اس تحریک کو نوائے وقت کی ایک رپورٹ پر مبنی کیا ہے جیسا کہ ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ بھارت جو میزائل ٹیکنالوجی ڈویلپ کر رہا ہے اور اس کے کیا consequences پاکستان بلکہ پورے region کے لیے ہوں گے اور اس میں آپ کو معلوم ہے کہ میزائل ٹیکنالوجی آج ہماری traditional جو Air Scrutiny power تھی اس سے بھی تقریباً آگے نکل گئی ہے اور جدید جنگ میں سب سے بڑا خطرہ میزائل ٹیکنالوجی سے ہے اس کے ساتھ اگر اٹامک یا کیمیکل وار ہیڈ اس پر لگائے جا سکتے ہوں تو اس سے زیادہ تباہ کن چیز کوئی دوسری نہیں ہو سکتی یہ رپورٹ پھر امریکہ کے ایک رسالے کی سٹڈی پر مبنی ہے جس میں ہندوستان کی جو نئی دفاعی تیاریاں ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے اور جس میں pointedly یہ بات کہی گئی ہے۔ اس جریدے کے مطابق بھارت اپنے ایٹمی پروگرام کو بین الاقوامی نگرانی میں دینے کا مخالف ہے جب کہ ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کر کے اس میدان میں وہ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ گو بھارت اس بات سے انکار کرتا ہے کہ وہ اپنے پرامن پروگرام کو فوجی مقاصد کے لیے استعمال کرے گا لیکن اگنی میزائل کے کامیاب تجربے کے بعد بھارت کی یقین دہانیوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اس جریدے کے مطابق بھارت اپنے میزائل پروگرام پر کراچی کو اہم ترین نشانے کے طور پر رکھ کر عملدرآمد کر رہا ہے۔

جناب والا! ہندوستان میں developments کا ہونا پاکستان کے لیے ایک بنیادی security risk ہے دوسری چیز جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں اس کا تعلق پاکستان

کی خارجہ پالیسی اور سکیورٹی سے ہے دفاعی تیاری سے ہے کہ ہم کیسے اس نوعیت کے خطرات کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور میں صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں وہ میزائل نیوکلیئر اور کیمیکل deterrence کا پاکستان کے پاس ہونا ضروری ہے۔ میں جانتا ہوں کہ پالیسی کے مسائل کو تحریک التواء کے ذریعے ڈسکس نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ خبر اور ہندوستان کی یہ تیاری ہمارے لئے لمحہ فکریہ فراہم کرتی ہے اور اس معاملہ میں ہم اگر deterrence کے اصول کو اختیار نہیں کرتے تو یہ ملک کی سکیورٹی کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہو سکتا ہے اس بنا پر جناب والا! میں اس مسئلے کو ایوان کے سامنے لایا ہوں اور وزیر خارجہ سے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ محض یہ نہ سمجھیں کہ ہندوستان دفاعی معاملات میں بہت پہلے سے کام کر رہا ہے اور یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے میں سمجھتا ہوں اس ٹیکنالوجی کا آنا ایک qualitative change ہے اور یہ ایسی qualitative change ہے کہ اس کے نتیجے کے طور پر پاکستان کو اپنی پالیسی اور اپنے متوازن رویے پر پھر سے غور کرنا پڑے گا اور نہ صرف غور کرنا پڑے گا بلکہ اس کو ایسی تشکل دینی پڑے گی کہ وہ deterrent ہو جائے deterrent خاموشی سے نہیں ہوتا ہے deterrent اسی وقت ہوتا ہے جب کہ یہ احساس ہو کہ ہاں اب یہ ملک اس پوزیشن میں ہے کہ یہ مقابلہ کر سکتا ہے یہ وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اس پر ایوان میں غور ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب صاحبزادہ یعقوب خان۔

Sahabzada Yaqub Khan : Sir, the honourable Senator has based this adjournment motion, as he mentioned, on a news item carried by the daily 'Nawa-e-waqt' of the 3rd November this year and it refers to a report published in a Washington magazine regarding the Indian missile programme and the progress that has been made in this field. Among other things the report states that in terms of intended range, the missiles are being developed; it also mentions Karachi as a principal target but, of course, other targets would be equally reached the given range that some of these missiles have. The Government is

[Sahabzada Yaqub Khan]

well aware of Indian integrated guided missile development programme which is known as IGMDP and we have been watching very alertly and vigilantly development of this programme and we have been watching with deep concern and anxiety not only because of the threat that it poses but obviously the range and intensity of that threat. What could be done to face it? Obviously it would not be desirable for me, I don't think, nor would the Senators desire that we should explain the means or the methods whereby we would meet that threat, should come to a conflict, but every possible alternative for meeting this threat including the measures which cannot be obviously spoken about, it is not in public interest to do so, have been considered, examined and planned for.

This missile programme was initiated by India in 1983 to envisage development of five missile systems comprising medium, long range surface to surface missiles called 'Prithvi' and 'Agni'. Then, there are short range surface to air missile called the 'Thrishul' and 'Akash' and there is an anti tank missile called 'Nag'. So, these missiles deal with the support of land forces to be able to attack tanks through the anti tank, 'Nag'. There are also anti aircraft surface to air, they are called 'Thrishul' and 'Akash' and there are surface to surface missiles. I have here a more detailed description of these missiles and their ranges which I could, of course, share with the House. All of these missiles have been flight tested and we have for sometime now viewed India's accelerated missile development activities with great concern. India's nuclear as well as missile development programme poses a great threat not only to Pakistan's security but to regional and indeed international peace and stability as well. I would like to assure the House that the government is fully cognizant of these developments and the need for vigilance on all developments which have a bearing on our security. We are deeply conscious of our responsibility to maintain an effective deterrent capability. The Senator did talk of deterrences, I would not go into the details of what form of deterrence we can take. Within the limits of our resources we are taking practical measures to maintain and strengthen and fortify our defence preparedness and to meet the challenge that these threats posed to our security, as I said, there are many methods, modes in which these challenges can be met but it would obviously not be prudent to talk about them or to discuss them in an open session or indeed it would not be in public interest to discuss this subject. So, in the light of the above, I would not be able Mr. Chairman to go into greater details of the means by which, in the face of these threats, the Pakistan Armed Forces intend to find counter measures or to deal with them. But I will state that the

defence services are fully alert to these possibilities, vigilantly guarding them. They have focussed on them now for some years and this subject is a burning subject which is in the forefront of their minds and there need be no anxiety that we could be anything but alert, vigilant and attentive to threats of these kinds. The Senator is right when he says that this is a matter which affects security policy, it affects foreign policy, it affects what he called nuclear policy i.e. to say the policy adopted by India and the policy resulting from the potentiality that India possesses in nuclear technology. That means that the subject is much wider than the adjournment motion and it would be a more appropriate theme for discussion when we have a debate on our foreign policy and I believe this would well meet together with its far reaching implications a subject for that debate, we could form certainly on the defence side the stable of that debate. and it would be right and appropriate to discuss it in its full implications and in its full range during that debate. So far as the foreign policy aspect, the regional aspects and the security of Pakistan is concerned, circumscribed subject, of course, to certain limits which prudence, the demand of public interest would pose. So, I will suggest in view of this explanation the Senator would not press his motion and the many points that he obviously had in his mind could be replied during the debate on foreign policy and it would, therefore, save the time of the House not to have a separate debate on this subject but to include it as part of the bigger debate so that the whole issue could be seen in a wider perspective and in a wider configuration. But I am quite prepared to give further details to the honourable Senator on these four or five missiles, their ranges and their intensities and so on, should he so desire or the House and you Mr. Chairman, wish me to do so. Thank you.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Javed Jabbar Sahib.

Mr. Javed Jabbar : While endorsing the views of Senator Prof. Khurshid may I suggest Mr. Chairman, that we refer this motion to the Senate Standing Committee on Defence because there are certain issues about missile technology which with great reluctance at the moment I shall say may not be in the public interest even though under that excuse a lot has brushed away or swept away under the carpet but if this motion is referred to the Senate Standing Committee on Defence then it will enable at least myself to present certain data or opinions to that committee in confidence. And I think it would only be, therefore, helpful for the government.

قاضی عبداللطیف: جناب والا! گزارش ہے کہ یہ معاملہ بڑا نازک ہے یہ صرف سٹینڈنگ کمیٹی تک محدود نہیں ہونا چاہیئے، جیسے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا ہمیں اس پر مکمل بحث کرنی چاہیئے، بہتر یہ ہے کہ ان انقلابی حالات میں جو تمام دنیا میں اور ہمارے اردگرد پیدا ہو رہے ہیں، جلد سے جلد ایک دن اس پر بحث کے لیے مقرر کیا جائے خواہ یہ بحث بند کمرے میں ہی کیوں نہ ہو لیکن سارے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیئے اگر آپ سارے ایوان کو اعتماد میں نہیں لیں گے تو یہ ایوان اپنی قوم کے سامنے ترجمانی کیسے کرے گا۔ لہذا گزارش ہے کہ اس سے ساری قوم کو تشویش ہے، ذرائع ابلاغ اور اخبارات کے توسل سے ان کی تشویش کو رفع کرنا آپ کا فرض ہے یہ صحیح ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ نے سب تیاری مکمل کر لی ہو گی اور اس ضمن میں آپ یقیناً مستعد ہوں گے اور یہ آپ کا فریضہ بھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس ایوان کو اور اس قوم کو اعتماد میں لینا ہم ضروری ہے اور اس کے لیے جلد از جلد اقدامات کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں جناب وزیر خارجہ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مسئلہ کا اس سنجیدگی کے ساتھ جس کا یہ مستحق تھا مطالعہ بھی کیا اور اسے ایوان کے سامنے بھی رکھا۔ میں پورے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس کے تین پہلو ہیں، پہلا پہلو یہ ہے کہ بلاشبہ قومی معاملات میں دفاعی معاملات میں ایسی sensitive معلومات ہوتی ہیں کہ جنہیں محدود رکھنا پڑتا ہے اور یہ از بس ضروری ہے، ہم اس حق کو کبھی بھی چیلنج نہیں کریں گے اور یہ ہمارے قومی مفاد میں بھی ہے لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ اس کا سہارا لے کر بہت سارے معاملات میں قوم کو اعتماد میں نہ لینا، پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہ لینا، سیاسی لیڈرشپ کو اعتماد میں نہ لینا، درست نہیں ہے۔ میں اس سے آگے بڑھ کر یہ بات کہوں گا کہ بین الاقوامی تعلقات میں principle of deterrence جس کا نام ہے۔ وہ صرف مقابلے کی تیاری ہی نہیں ہے بلکہ مقابلہ کی تیاری کی ایسی نوعیت ہے جس کی بنا پر جارح آپ پر جارحیت نہ کرے - information

اور knowledge اور publicity اس کا ایک بہترین پہلو built
ہے۔ اس سے باہر کوئی چیز نہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گا جو فرق ان دونوں کے درمیان ہے
بدقسمتی سے ہمارے ہاں اس کو ملحوظ نہیں رکھا گیا مثال کے طور پہ ہندوستان میں ان پانچوں
نوعیت کی میزائلز ٹیکنالوجی کی جو development ہوئی ہے یہ چیز وہاں کے پرچوں میں
بھی آرہی ہے، بین الاقوامی journals میں بھی آرہی ہے ملٹری سائنس اور ملٹری ٹیکنالوجی
کے جو specialized پرچے ہیں ان میں آرہی ہے۔ اور جو رپورٹ سویڈن
سے شائع ہوئی ہے اور انگلستان سے شائع ہونے والی ملٹری بیلنس رپورٹ میں بھی یہ ہے
یہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں لیکن اس کا اصل مقصد یہی ہے کہ اس پورے علاقے
میں ہندوستان اپنی hegemony قائم کرنا چاہتا ہے اس کے انسداد کے لئے
جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ بھی سامنے آنی چاہئیں تاکہ ان کوششوں کا deterrent
effect ہو سکے جو اس وقت نہیں ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی خارجہ
پالیسی اور دفاعی معاملات کو ان حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے خواہ openly discuss
کریں یا بند کمرے کے اجلاس میں۔ یہ جمہوری معاشرہ ہے۔ مغربی
ممالک کو آپ دیکھئے اگر روس اور امریکہ میں secret اور sensitive
معاملات کو چھپانے کی اہلیت تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی فوجی قوت
اور پھر کہاں اس کا deterrent role ہونا ہے اس کی مناسبت سے
یہ چیزیں برابر سامنے آتی رہی ہیں۔ اور ان پہ debates ہوتی رہی ہیں۔ ہمارا
معاملہ یہ ہے کہ ہم بالعموم اپنی قوم اور پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیتے۔ وہ معلومات
بھی غیروں کو حاصل ہو جاتی ہیں جو ہندوستان کے پاس ہیں جو امریکہ کے پاس ہیں۔
ہم اپنی پارلیمنٹ کو نہیں دیتے ہماری کیفیت وہی ہے،

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے۔

جناب والا! پہلی بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معلومات کے اخفاء کا پہلو

[Prof. Khurshid Ahmed]

بھی اہم ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی پہلو سامنے رکھیئے کہ آپ نے قوم کو بھی اعتماد میں لینا ہے ہماری فارن پالیسی کا ردعمل یہ بھی ہونا چاہیئے کہ ہندوستان کے ان عزائم کے بارے میں علاقے کی سیاسی فضا متاثر نہ ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک سکواڈرن F 16 کا لیتا ہے تو ہندوستان اس پر واویلا مچا دیتا ہے۔ ہندوستان ہی نہیں۔ پوری دنیا میں انڈین لابی جو ہے وہ متحرک ہو جاتی ہے لیکن ہندوستان وہ چیزیں خود تیار کر رہا ہے جن کا ہدف پاکستان ہے جن کا ہدف چین ہے اور اس بنا پر آج آسٹریلیا تک میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے لیکن ہم ان کو agressively use نہیں کرتے میرا اس تحریک کو لانے کا مقصد یہی ہے کہ ہم ان تمام باتوں کو discuss کریں۔

اب میں تیسرے نکتے پر آتا ہوں اور وہ ہے فارن پالیسی پر بحث۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ صاحبزادہ صاحب اور سینیٹر جاوید جبار صاحب دونوں کی تجاویز کے مطابق ہم سینیٹ میں فارن پالیسی پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کریں اور ڈیفنس ٹیکنالوجی اور defence deterrence کا جو مسئلہ ہے اس پر محدود انداز میں صرف ڈیفنس کمیٹی غور کرے۔ اس طرح میں سمجھوں گا کہ میری تحریک کا مقصد پورا ہو جائے گا اور مجھے اس پر اصرار کرنے پر ضرورت محسوس نہیں ہو گی یہ دونوں چیزیں مان لی جائیں تو میں اصرار نہیں کروں گا

<u>شہزادہ بہرور سعید</u>: جناب میں پروفیسر خورشید صاحب کی تائید کرتا ہوں لیکن کمیٹی تک محدود کی تجویز تسلیم کرنے کی بجائے ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے یہ بہت اہم مسائل ہیں۔ جوں جوں ہندوستان کچھ بہانہ کرتا ہے میں اس کو مزید شک کی نگاہ سے دیکھتا ہوں وہ کسی وقت بھی ڈنڈی مار سکتا ہے۔ جناب والا! یہ بڑی اہم چیز ہے لہذا میں وزیر خارجہ سے درخواست کروں گا کہ کم از کم دو دن چاہیے بند کمرے میں ہو بحث کے لئے مخصوص کئے جائیں، جاوید صاحب جو کچھ جانتے ہیں اور بعض دیگر ماہرین ہیں وہ بھی ہمیں بتائیں۔ ہمارے ذہنوں میں جو ہے وہ ہم بھی بتائیں

گے اس طرح ہم اس نتیجے پر پہنچ سکیں گے کہ پاکستان کے لئے deterrent position اختیار کرنا یا ایسے اسلحہ وغیرہ کا رکھنا کتنا اہم ہے اور وقت کا اہم تقاضا ہے۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ریکارڈ کو صحیح کرنے کے لئے عرض ہے کہ ایوان کو اعتماد میں لینے کی تجویز میری تھی جس کو پروفیسر صاحب نے بھی جاوید جبار کی طرف منسوب کیا اور بہروز سعید نے بھی ----

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سب کی اور پورے ہاؤس کی خواہش یہی ہے ----

پروفیسر خورشید احمد: جاوید جبار کی تجویز صرف ڈیفنس کمیٹی کے لئے تھی اور ایوان کی تجویز خود صاحبزادہ نے اور قاضی صاحب نے دی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب صاحبزادہ صاحب۔

Sahabzada Yaqub Khan : I have listened very carefully and as attentively as indeed the subject and its seriousness deserves. I would request Mr. Chairman, that we should think over this very carefully and I should be allowed to consult also with the Ministry of Defence. As you know I have the honour to answer them in this House. It is a great privilege and a great honour but it is a Ministry which is most directly concerned and that it would not be appropriate if I were to give you off-the-cuff response to the proposal that has thoughtfully been made. I could be given time to reflect on this, consult with the Ministry of Defence and their experts and also consult with the Minister for Parliamentary Affairs and with you Mr. Chairman and with the Senators concerned so that we can arrive at a conclusion that is mutually satisfactory. Mutually satisfactory in the sense that compatible with the restrictions and the demand of prudence that public interest demands what kind of information it is right and proper for us to be able to share without transgressing the bounds of security. This is a delicate subject and we would give it full thought and go as far as possible without in any way inviting criticism or without showing negligence for our responsibility and the oath of secrecy that we have taken. So, this is a subject on which I could not give you a response immediately for the reasons that I have mentioned. I would surely give it very close and an urgent consideration. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ!

پروفیسر خورشید احمد: مشورہ کرلیں۔ مشورہ کرنے کے بعد ہاؤس کو اگلے اجلاس میں بتا دیں کہ ہم فلاں وقت یہ کریں گے

Mr. Deputy Chairman : I am thankful to you for your statement. You have been very frank in your statement When you respond on behalf of some Ministry, although I think it is a collective responsibility of the cabinet, but you have made a point, I think, the Ministers will agree to your point and you kindly then let us know when and how you will be going to have this meeting, may be in camera, but still I think it will be proper and appropriate to apprise the Senators of the situation.

Sahabzada Yaqub Khan : Sir, all I said was that the responsibility rests on me demands that in this particular case I should examine it very carefully with the Ministry concerned and obviously when we decide to participate we represent the government and I would be speaking on behalf of the Ministry concerned. Thank you.

Mr. Deputy Chairman : So, then we presume this that you will let us know within this session of the Senate to be in a position either to have or not.

Sahabzada Yaqub Khan : Yes.

Mr. Deputy Chairman : Professor Sahib, not pressed.

Prof. Khurshid Ahmed: Yes, not pressed with this assurance.

Mr Deputy Chairman : Not pressed. Thank you. Nawabzada Jehangir Shah Jogezai, Item No. 2.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Nawabzada Jehangir Shah Jogezai : Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Child Labour Bill, 1990, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman : As moved by Nawabzada Jehangir

Shah that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Child Labour Bill, 1990, be condoned till today.

(The motion was carried)

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE ON THE CHILD LABOUR BILL, 1990 — LAID.

Nawabzada Jehangir Shah Jogezai : I present report of the Standing Committee on the Child Labour Bill, 1990, before the House.

Mr. Deputy Chairman : The report stands laid on the table of the House.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Sir, regarding Item No. 3, I have to move the Bill for consideration under Rule 87.

Mr. Deputy Chairman : But Item NO. 3 stands in the name of Nawabzada Jehangir Jogezai.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : The report has been presented and my request is that as a mover of the Bill under Rule 88 this may be taken into consideration immediately.

Mr. Deputy Chairman : That will be later on. Today only papers are to be laid.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Sir, later on, you mean, next Sunday.

Mr. Deputy Chairman : Yes. It is not on the agenda today. It is for laying the papers and extension of the time.

Mr. Ahmedmian Soomro : The report has not also been circulated. How can we discuss it without circulation of the report.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : The report has been laid before you now.

Mr. Deputy Chairman : But it is not on the agenda today.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Therefore, it will be discussed on the next Private Members' Day which is the next Sunday.

Mr. Deputy Chairman : Then, you have to give notice and you have to bring a motion.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : I will do that just now.

Mr. Deputy Chairman : Not just now but on the next rota day. Let us finish the business that we have on the agenda already Item No. 4, Ahmed Mian Soomro.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, I move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Standing Committee on Commerce, Industries, Production, Communications and Railways on the working of the Rice Export Corporation of Pakistan (RECP) with reference to appointments, promotions, transfers made in the personnel of the Corporation, since January, 1989, the handling of contracts, the domestic and foreign sales of rice including the contract entered into. In this regard the appointment of agents, and all matters connected with or related to these issues, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman : As moved by Senator Ahmedian Soomro for presentation of the report on the committee as explained the delay be condoned till today.

(The motion was adopted)

REPORT RE: WORKING OF THE RICE EXPORT CORPORATION OF PAKISTAN — LAID.

Mr. Deputy Chairman : Please present your report.

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, I have the honour to present report of the Standing Committee on Commerce, Industries, Production, Communications and Railways on the working of the Rice Export Corporation of Pakistan (RECP) with reference to

appointments, promotions, transfers made in the personnel of the Corporation since January, 1989, the handling of contracts, the domestic and foreign sales of rice including the contract entered into. In this regard, appointment of agents, and all matters connected with or related to these issues.

Mr. Deputy Chairman : The report stands laid.

Next item No. 6, Prof. Khurshid Ahmed.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Special Committee to examine in-depth the Reports of the Council of Islamic Ideology laid on the table of the Senate from December, 1985 on the subject "Islamic Education System", be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman : As moved by Senator Prof. Khurshid Ahmed for presentation of the report of the Special Committee as subjected the time may be condoned for that report to be laid on the table till today.

(The motion was adopted.)

REPORT OF THE SPECIAL COMMITTEE THE REPORT OF C.I.I. — LAID.

Mr. Deputy Chairman : Prof. Sahib please present the report.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, I have the honour to present the report of the Special Committee to examine in-depth the report of the Council of Islamic Ideology laid on the table of the Senate from December, 1985 on the subject "Islamic Educational System".

Mr. Deputy Chairman : The report stands laid.

Item No. 8, discussion on the following motion moved by Senator Akhunzada Behrawar Saeed.

Prof. Khurshid Ahmed : Point of order, Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman : Yes, please.

پروفیسر خورشید احمد: اگر محترم اخونزادہ صاحب اجازت دیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا
ہوں کہ شریعت بل جو آج کے ایجنڈے میں شامل ہے اور جسے اس ایوان کے جیسا
کہ آپ نے دیکھا ہے تقریباً تمام shades of opinion کے افراد نے دوبارہ
spansor کیا ہے پہلے آج اس کو introduce کرنے کا ہمیں موقع دیا
جائے اس کے بعد باقی چیزوں کو لے لیا جائے اس لیئے کہ اگر اس ڈیبیٹ کو ہم
نے شروع کیا تو اس تک نہیں آ سکیں گے اس لئے میں چاہوں گا کہ رول ۲۳۶
کے تحت ہمیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ آئٹم نمبر ۲۳ پہلے پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق: میں بھی پروفیسر صاحب کی پرزور تائید کرتا ہوں یہ ایسی ایٹم ہے
جس پہ پوری قوم کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں اگر ہم اس میں تعجیل سے کام لیں اور اسے
pending نہ کریں تو انشاءاللہ یہ اللہ کی رضامندی اور پوری قوم کی سرخروئی کا
باعث بنے گا۔ بل ایک دفعہ پہلے پاس ہو چکا ہے اور متفقہ طور پر الحمدللہ ایوان
نے پاس کیا ہے۔ یہ اعزاز سینیٹ کو حاصل ہے اور اس اعزاز کو سینیٹ کے
پاس رکھنے کے لئے اس کو آج introduce کر دیا جائے۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman......

Mr. Deputy Chairman : Mr. Javed Jabbar, please I will give floor to all of the honourable members. This is an important issue.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I do not in any way oppose the proposal by Senators Prof. Khurshid Ahmed and Maulana Samiul Haq. However, there needs to be some clarification because the Leader of the House in the Senate in the absence of the Prime Minister, as I believe, either is already heading a committee, a parliamentary committee of IJI to discuss the Shariat Bill. Now, therefore, we need to be told what is the implication of that committee as regards the status of the Bill?

جناب ڈپٹی چیئرمین: قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد: اس کو introduce کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ سینیٹ کی پراپرٹی ہے پانچ سال تک اس پر ہم نے محنت کی ہے اس کو سینیٹ ہی میں introduce ہونا چاہئیے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اس کو کمیٹی کی میٹنگ سے پہلے پہلے پاس کر دیں ہم اس پر اصرار نہیں کرتے ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ آج اس کو introduce کر دیں کیونکہ کل پرائم منسٹر صاحب نے سینیٹرز کے ڈنر میں یہ categorically وعدہ کیا تھا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس اس وقت تک prorogue نہیں ہوں گے جب تک شریعت بل پاس نہ ہو جائے اس لیے ہم اس پر اصرار نہیں کرتے کہ آپ اس کو کل ہی پاس کر دیں آپ اس کو پھر دو چار روز بعد پرائیویٹ ڈے پر مؤخر کر دیں لیکن اس کو آج ضرور introduce کر دیں کیونکہ یہ سینیٹ ہی میں initiate ہوا تھا اور سینیٹ ہی میں رہنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جی حسن اے شیخ صاحب۔

جناب حسن اے شیخ: قاضی حسین احمد صاحب ہمیشہ میرے قریب ہی بیٹھتے ہیں۔ فوراً کہتے ہیں کہ صرف قاضی صاحب ہی نہ کہو۔ پورا نام لیا کرو۔ جب ہم نے قاضی صاحب کا نام لیا تو انہوں نے قاضی عبداللطیف پورا نہیں بتایا۔

He was right and I was wrong but for one only, otherwise, in this case yesterday Qazi Hussain Ahmad was also presenttherewhen the Prime Minister made a statement that the special committee, that has been set up by him, will meet on the 27th or 28th to hear the people who have got certain objections against some of the parts of the Shariat Bill and then we will take it up. He nodded his consent. He did not speak even a word about that. I take it that we, as honourable members of the Senate, as part of that committee, have invited people to give their opinion and are expected to honour our own commitment. Now, what the Jamat-i-Islami members are doing here? Are they actually asking us not to be bound by the honourable statement, whether we withdraw that honourable statement and take up a matter which is not due to be taken up before the Item No. 23 comes in this agenda. I, therefore, say let us be honourable people

[Mr. Hassan A. Shaikh]

like 'Brutus'. Brutus was an honourabe man. So, I take it Prof. Khurshid also an honourable man.

جناب عالم علی لالیکا: جناب چیئرمین! مجھے قاضی عبداللطیف صاحب، مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی حسین احمد صاحب کی تجاویز سے سو فیصد اتفاق ہے۔ گزارش یہ ہے کہ وقت کی کمی کے پیش نظر اور ایجنڈے کی ترتیب کے پیش نظر یہ خدشہ قوی ہے کہ اس بل کو move کرنے کا شاید پھر موقع نہ آ سکے اور جب وقت قلیل پڑ جائے گا تو نہ آپ کے پاس اسکا کوئی مداوا ہوگا اور نہ ہمارے پاس۔ یہ درست ہے کہ کل شام جناب وزیراعظم صاحب کی طرف سے سینیٹر حضرات کے اعزاز میں دیے گئے ڈنر پر میں بھی موجود تھا اور اس میں انہوں نے یہ ایک categorical assurence دی تھی کہ شریعت بل جب تک پاس نہیں ہوگا سینٹ یا قومی اسمبلی کا سیشن prorogue نہیں کیا جائے گا۔ مگر ہماری یہ خواہش رہی ہے کہ اس کو آج پیش کرتے ساتھ ہی پاس کر دیا جائے لیکن پارلیمانی پارٹی نے اگر کوئی کمیٹی بنائی ہے جو اس پر غور و خوض کر رہی ہے تو اس سے ہمیں اغماض کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اس پر جتنا بھی سوچ لیا جائے جتنا بھی دیکھ لیا جائے جس زاویے سے بھی دیکھ لیا جائے بہتر ہے۔ ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے لیکن اس کو introduce کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ پرائیویٹ ممبرز بل ہے۔ سینٹ ہی کی پراپرٹی ہے۔ سینیٹر حضرات ہی نے اس کو پیش کیا تھا۔ سینٹ نے ہی متفقہ طور پر اس کو پاس کیا تھا۔ آج اخبار سے مجھے معلوم ہوا کہ پارلیمانی پارٹی کی تجویز کردہ کمیٹی اس کو بطور گورنمنٹ بل کے پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس سے ایک بڑا confusion پیدا ہو جائے گا اس پر مجھے زبردست اعتراض ہے۔

جناب والا! سینیٹر حضرات نے ۱۹۸۵ء میں اس بل کو پیش کیا تھا۔ پانچ سال تک اس پر کاوش ہوئی ہے بڑا غور و خوض ہوا ہے اور سینیٹ کو خداوند تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ متفقہ طور پر اس نے اس کو پاس کر دیا اگر اس

نے اس کو پاس کر دیا۔ اگر اس بل کو حکومت گورنمنٹ پرائیویٹ بنا کر سرکاری بل کے طور پر پیش کرنا چاہے تو اس سے نہ صرف سینٹ کی تضحیک ہوگی بلکہ یہ بات ہماری حق تلفی کے مترادف ہوگی۔ جناب والا! میں تائید کرتا ہوں کہ اس بل کو آج پیش کرنے کی اجازت بخشی جائے۔ رول ۲۴۶ کے تحت قوانین کو بالائے طاق رکھ کر اس کو پیش کرنے کی اجازت بخشی جائے اتنے عرصے میں وہ کمیٹی اس پر غور و خوض بھی کر لے گی اور انصاف اور رولز کے تقاضے بھی پورے ہو جائیں گے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب شاد محمد خان صاحب

جناب شاد محمد خان: جناب چیئرمین صاحب شکریہ! اس بات کو الجھانے کی کیا ضرورت ہے کہ یہ کس کی طرف سے پیش ہوا اور کس کی طرف سے پیش نہیں ہوا۔ بات واضح ہے۔ اس ایوان کے ممبران یہ مصمم ارادہ کیے ہوئے ہیں کہ شریعت بل انشاء اللہ تعالیٰ انہی کے ہاتھوں سے پاس ہوگا لہٰذا آج جو درخواست کی گئی ہے وہ یہ کہ اس کو صرف introduce کر دیا جائے اور اس کمیٹی کے فیصلے کا انتظار کیا جائے جس میں سینیٹر حضرات کی نمائندگی بھی ہے بل پاس کرنے کے لیے موقع بے شک دیا جائے لیکن آج introduce کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے لہٰذا اس بل کو introduce کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ ہم قوم کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! قاضی عبداللطیف

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس میں بھی یہ بات زیر بحث آئی تھی اور میں نے اسوقت بھی چیئرمین صاحب سے گزارش کی تھی کہ یہ کمیٹی اسوقت نہ تو سینٹ کی ہے نہ قومی اسمبلی کی ہے اور نہ ہی جائنٹ ہاؤس کی ہے صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کی غرض اور مدعا یہ بتلایا گیا ہے کہ چونکہ نئی اسمبلی بن گئی ہے اور اگر بعض دوستوں کے ذہنوں میں کچھ شبہات اور

[Qazi Abdul Latif]

الجھنیں ہوں تو ان کے ازالے کے لئے ان کے ساتھ بیٹھ کر باہمی افہام و تفہیم سے بات کی جائے اور ہمیں یقیناً اس سے اتفاق تھا اور وزیر اعظم صاحب کی خواہش ہے کہ وہ اس وقت تک ان اجلاسوں کو ملتوی نہیں کریں گے جب تک شریعت بل پاس نہیں ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کو اس طریقے سے ملتوی کرتے ہیں تو وزیر اعظم کے عزائم میں رکاوٹ بن رہے ہیں اب اگر اس کو آج کے دن جو کہ پرائیویٹ دن ہے ملتوی کر کے دوسرے کسی دن لاتے ہیں اور اس میں بھی اس کی باری نہیں آئی تو کیا ہوگا جب کہ ہم یہ کہہ رہے کہ اس کو آج صرف پیش کرنے کی اجازت دی جائے اس پر بحث کے لئے کوئی اور دن مقرر کیا جائے اور اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی معقول تجویز سامنے آجائے گی تو ہم اس کو ماننے کے لئے تیار ہوں گے اور ہم نے ہمیشہ یہی طریق کار اختیار کیا ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ بجائے اس کے کہ آپ آج اس کو ملتوی کر دیں اور پھر اس کو پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ لوگوں کے ذہنوں میں شبہات پیدا ہونگے لہٰذا میری گزارش ہے کہ آج ہی اس کو پیش کیا جائے

جناب عبدالرحمٰن جمالی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ ایوان کی رائے لے لیں اگر ممبران کی اکثریت چاہتی ہے کہ آج introduce ہو جائے تو آج ہی کر دیں۔

حافظ حسین احمد: جناب میں قاضی عبداللطیف صاحب کی تائید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی محرکین میں شامل ہو چکا ہوں اور میں نے اس پر دستخط کیے ہیں لیکن میرا نام یہاں پر نہیں ہے۔ قبل اس کے کہ کورم ٹوٹ جائے یا کچھ ارادے بدل جائیں میری بات پر غور فرمایا جائے

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا نام بھی محرکین میں شامل کر دیں گے۔ شکریہ جی،

مولانا سمیع الحق

مولانا سمیع الحق: میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ بل پاس ہونے کے دن بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ موقع دیا تھا اور یہ اعزاز دیا تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آج بھی آپ سبقت کیجئے اور اس کو زندہ کر دیجئے۔ سینیٹ کے تمام اراکین کے جذبات کی قدر ہوگی کیونکہ سب کے جذبات اس کے ساتھ ہیں۔ سب نے متفقہ طور پر اسے پاس کیا ہے اگر سب کے جذبات کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو پورے سینیٹ کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین :۔ شکریہ مولانا صاحب ! چیئر بذات خود قانون سے ہٹ کر رولز آف بزنس سے ہٹ کر کچھ نہیں کرتی یا تو ایوان کی مرضی سے یا پھر جو رولز آف بزنس میں ہے جو آئین میں ہے ہم اس کے مطابق کرتے ہیں آپ کی بہت نوازش ہے۔ ہم جو بھی کرتے ہیں آپ کی رائے سے اور تعاون سے کرتے ہیں۔ سب کچھ کرنے والے ممبر حضرات ہی ہوتے ہیں
نوابزادہ جہانگیر شاہ صاحب فرمائیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : یہ بل کافی عرصہ تک زیر بحث رہا ہے۔ تب کہیں جا کر اس کو متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ وہی بل پھر اس ایوان میں آ رہا ہے اور اس کمیٹی میں زیر بحث آئے گا۔ جس کے متعلق وزیراعظم صاحب نے مشورہ بھی کیا تھا میرے خیال میں اگر آج introduce کر دیا جائے اور ڈسکشن کے لئے کوئی اور دن مقرر ہو جائے تو اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے اگر اس کو آج admit کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین ! جہاں تک اس شریعت بل سے متعلق قوم کے احساسات اور جذبات کا تعلق ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے کل چیئرمین صاحب نے اپنی رولنگ میں فرمایا تھا کہ یہ ایک ایسا ایوان ہے جو بڑی سنجیدگی سے تمام معاملات پر غور و خوض کرتا ہے اور اس ایوان کی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیشہ اس ایوان کے اندر جتنے بھی مسائل آئے بڑی سنجیدگی کے ساتھ

[Mir Hussain Bakhsh Bangulzai]

بڑے غور وخوض کے ساتھ، بڑے تدبر کے ساتھ انکا فیصلہ ہوتا رہا ہے جو معزز اراکین یہاں تشریف فرما ہیں ان کے جذبات قابل قدر ہیں وہ سر آنکھوں پر لیکن میں جناب حسن اے شیخ صاحب کی اس تجویز سے اتفاق کروں گا کہ جن لوگوں کو اس کمیٹی کے ذریعے اپنی رائے دینے کے لیے بلایا گیا ہے ان کی رائے کو سننے کے بعد اس بل کو ہاؤس میں پیش کیا جائے۔

سید عباس شاہ: جناب چیرمین! ہمارا شریعت بل اس ہاؤس سے پہلے بھی پاس ہو چکا ہے۔ میں قاضی صاحب کی اس دلیل سے متفق نہیں ہوں کہ وزیر اعظم صاحب کی کمیٹی اس پر اثر انداز ہو سکے گی کیونکہ یہ ایوان ایک صورت میں اس کو پہلے ہی پاس کر چکا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کسی introduce کی وجہ سے lapse ہو گیا تھا۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اس کو اسی وقت یہاں technicality کر کے پاس کیا جائے اسی صورت میں جیسے کہ ہم نے پہلے پاس کیا تھا اور کوئی کمیٹی اس جمہوری عمل کو روک نہیں سکتی اور نہ اسے روکنا چاہیئے۔ ہم اپنے حقوق کسی کو نہیں دے سکتے ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کو اسی سیشن میں پاس کریں تو یہ بھی ہمارا استحقاق ہے اور اگر ہم اس کو delay کرتے ہیں تو وہ بھی ہمارا استحقاق ہے اور قاضی صاحب کی باتیں ہمیں پسند ہیں لیکن یہ بات کہنا کہ وزیر اعظم صاحب نے یہ حکم دیا ہے تو ان کا حکم اس ایوان میں نہیں چلتا۔ البتہ وہ ایک رائے ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: قاضی صاحب نے جو کچھ فرمایا تھا اس کو شاید سید صاحب ان معنوں میں صحیح طور پر oppreciate نہیں کر سکے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں میں نے حکم کا لفظ عرض نہیں کیا۔ میں نے کہا تھا کہ ہم جناب وزیر اعظم کے عزائم کے اندر رکاوٹ نہیں بننا چاہتے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Javed Jabbar said.

Mr. Javed Jabbar : I believe it is one's duty to place on record the fact that while certainly not wishing to in any way impede a Bill that is so directly concerned with one's faith, two important considerations have been overlooked. One, at the stage when the Bill was originally brought to the Senate in 1985. I had placed my views on record at that time that the nomenclature of the Bill, the naming of the Bill was a vital part to be considered by the Senate because Mr. Chairman, I believe that Article 227 makes it abundantly clear, may I just complete my views......

Mr. Deputy Chairman : Please go ahead.

Mr. Javed Jabbar : Article 227 (1) All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in this part referred to as the Injunctions of Islam, and no law.:.......

May I just complete?

Mr. Deputy Chairman : Qazi Sahib on a point of order.

قاضی عبداللطیف :- پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا جاوید جبار صاحب اپنے موضوع سے ہٹ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب ہمیں انہیں کچھ رعایت اس لیے دینی پڑتی ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں وہ اپوزیشن کے ہیں اس لئے انہیں موقع نہیں مل رہا مجھے اس وقت پتہ ہے کہ وہ اسوقت جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ وقت سے پہلے ہے

جناب جاوید جبار : چیئرمین صاحب! اپنی وضع سے اپنی زبان سے کسی کا پاکستان میں یہ حق نہیں بنتا کہ وہ کہے کہ ان کی اسلام پر کوئی اجارہ داری ہے روانی سے عربی بولنے کی وجہ سے اور قرآن کو narrate کرنے سے کسی کا کوئی خاص حق نہیں بنتا بلکہ یہ ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرے اور خاص طور ایوان بالا میں ہیں صرف آپکی توجہ اس بات پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ

[Mr. Javed Jabbar]

Article 227 is explicitly clear, that in this part referred to as th 'Injunction of Islam' and no law shall be enacted which is repugnant t such injunction.

برسوں سے یہ آئین میں موجود ہے اور شریعت بل کوئی نئی چیز نہیں ہے جو آئین میں پہلے سے موجود نہیں تھی لہٰذا اس ساری controversy سے ہماری نظر میں ایک unfortunate confusion پھیلا دیا گیا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ آپ اگر شریعت بل کی مخالفت کرتے ہیں تو گویا آپ شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: شکریہ! ایسے پوائنٹ آف آرڈر میں نہیں سنوں گا مولانا سمیع الحق صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب جاوید جبار: اسلام صرف دو اراکین یا کسی اور کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اسلام ہر مسلمان کی برابر کی ہے۔

Mr. Chairman : You don't have a valid point at this stage because the Bill is not being moved.

بل move ہونے کے بعد آپ یہ تمام objection raise کر سکتے ہیں کہ آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ کے تحت آپ اسے قانون بنانا چاہتے ہیں یا بل کو لانا چاہتے ہیں یا نہیں لیکن اس مرحلہ پر سوال یہ ہے کہ آئیٹم نمبر ۲۳ کو لیا جائے یا نہ لیا جائے۔ اس سے میرے خیال میں آپ کی بات related نہیں بل کے ساتھ آپ کا اتفاق ہے یا مخالفت ہے جب بل move ہوگا۔ اسی موقع پر آپ جو بھی دلیل لانا چاہیں گے لا سکیں گے۔ اب جناب محمد علی خان صاحب

Mr. Mohammad Ali Khan : Mr. Chairman, A few days back the Prime Minister had formed a committee consisting of the members of the Senate as well as the National Assembly with

Maulana Abdus Sattar Khan Niazi as the convenor. That committee was formed in order to study the Shariat Bill in depth and if there are certain lacunas they should try to sort it out in that committee rather than in the National Assembly because if this thing goes into the National Assembly they may introduce certain amendments and then for that matter we have to have joint session. The government is desirous that this Bill must be passed and they really want it, so that committee was formed. The committee has held one meeting, the next meeting is going to be held on the 27th for which the minority member requested that some time be given to Bishops who would come to attend that meeting and one lady member of the Senate has gone to Lahore to contact certain Women Organizations who would also be placing their difficulties before the committee. At the same time we have also heard that the government wants to introduce this Shariat Bill. I don't know anything about it, I am sure the Minister Incharge, the Law Minister, would throw some light on it. If the government wants to introduce Shariat Bill then we could withdraw this as we have already been doing in a number of cases, and if he gives an assurance that he is going to move it so then we would not press to move our Bill. So, it is for the Minister Incharge to throw some light on this so that we may know what they intend to do. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Prof.Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! کیونکہ اس وقت
آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور پورے ایوان کے [illegible] میں
تمام سینیٹر بھائیوں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس امر پر اپنے
خیالات کا اظہار کیا ہے اور تقریباً سب نے اس نکتے کو محسوس کیا ہے۔ جو تجویز
میں نے پیش کی ہے اس کا مدعا یہ نہیں کہ ہم شریعت بل کو آج ہی بحث کر کے منظور
کر لیں۔ یہ ہم نے نہیں [illegible] ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ آج ہم اس کو introduce
کر لیں amendment کرنے کے بعد اس پر بحث کرنے اس میں
کرنے یا اس کے سلسلے میں کوئی دوسرا way اختیار کرنے کا دروازہ کھلا ہوا
ہے اور ہم بھی قانون سازی کے طریقوں سے واقف ہیں۔ آج اس کو introduce

[Prof. Khurshid Ahmed]

کرنے کے معنی یہ ہیں کہ یہاں پر یہ بل باقاعدہ دوبارہ introduce ہو جائے اسی ایوان نے اسے پاس کیا تھا۔ اس کے بعد یہ سابقہ قومی اسمبلی میں pending business تھا اور اسمبلی کی dissolution کی وجہ سے وہ infructuous ہو گیا۔ ہم صرف اتنی بات کہہ رہے ہیں اس سے زیادہ نہیں کہہ رہے ہیں اس کمیٹی کا میں بھی ممبر ہوں جس نے ۲۷ تاریخ کو meet کرنا ہے اور محترم محمد علی صاحب اور جناب شیخ صاحب بھی اس میں ہیں اور اس میں لوگوں کو اپنی بات کہنے کا پورا موقع دیا جائیگا اور اس کمیٹی کی deliberations میں کوئی اچھی تجویز یا ترمیم آئے گی تو انشاءاللہ اسے قبول بھی کیا جائے گا۔ ہم بڑے کھلے دل کے ساتھ یہ کام کریں گے اس لئے میں شیخ صاحب سے کہوں گا۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔

ایسی کوئی چیز ہمارے پیش نظر نہیں ہے، ہم اس کمیٹی کا بھی احترام کریں گے وزیراعظم کا بھی احترام کریں گے اور قومی اسمبلی اور سینیٹ انشاءاللہ شانہ بشانہ چلیں گے اس میں کسی پارٹی یا گروہ کا مسئلہ نہیں ہے وہ ہم سب کا مشترکہ معاملہ ہے میں شیکسپیئر کا سہارا نہیں لینا چاہتا ورنہ میں بھی یہ کہہ سکتا ہوں

"The fault, dear Brutus
is not in stars
But in ourselves
that we are underlings"

دوسری بات جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس وقت جو چیز پیش کی جارہی ہے جو تحریک میں پیش کر رہا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ قاعدہ ۲۳۶ کے تحت ہم اس امر کا انتظار کئے بغیر کہ اس ایجنڈے کے ۲۳ ویں آئیٹم پر آئیں اس کو اسی وقت لے لیا جائے قبل اس وقت سینیٹ کے بارہ ارکان کی طرف

سے sponsor کیا جا رہا ہے۔ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ حافظ حسین احمد صاحب نے بھی بطور co-sponsor کے شرکت کی ہے اور سینیٹ خود پہلے اسے پاس کر چکا ہے۔ میرے جذبات تو وہی تھے جو عباس صاحب کے ہیں۔ لیکن سیاسی عمل کا احترام کرتے ہوئے میں صرف یہ بات چاہتا ہوں کہ آج اس کو introduce کریں اور اس کے بعد پھر اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں خود سینیٹ اسے منظور کر لے اور اللہ تعالیٰ حکومت کو توفیق دے کہ وہ اس کو ایک سرکاری بل بنا کر لے آئے تو ہم کھلے دل سے اس کو واپس لے لیں گے اور سرکاری بل کو welcome کریں گے جس طرح اس سے پہلے کریمنل لاء کی سیکشن ۴۵۹ کی ترمیم کے سلسلے میں ایک بل میں لایا تھا اس پر بحث ہوئی اور اس کے بعد اس وقت کے وزیر قانون نے قبول کیا اور سرکاری بل وہ لے آئے اور ہم نے اپنا بل withdraw کر لیا وہی طریقہ ہم آج اختیار کریں گے آپ ہم سے تعاون کی توقع رکھیں اور آپ سے بھی ہم تعاون کی توقع رکھتے ہیں

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حسن اے شیخ صاحب کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب آپ کو موقع دوں گا۔

جناب حسن اے شیخ: جیسا کہ پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا ہم کچھ اقلیتی ممبرز کو کچھ خواتین کی تنظیموں کو ۲۷ تاریخ کو بلایا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کے اس کے بارے میں کیا خیالات ہیں وہ کیا چاہتے ہیں ہمارے بل سے کیوں مطمئن نہیں ہیں یہ پوچھنے کے بعد ہماری کمیٹی طے کرے گی آیا اس کے بارے میں پرائم منسٹر کو کیا رپورٹ دی جائے اس کمیٹی میں خود ڈاکٹر صاحب بھی ہیں پروفیسر صاحب، حسین احمد صاحب، مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف بھی ہیں اگر انہوں نے اس بات کو مان لیا کہ ان کے objections جائز ہیں اور ان پر غور کیا جائے گا۔ تو کیا ان کو حق نہیں پہنچے گا کہ وہ مناسب ترمیم کے ساتھ آپ کے سامنے اپنا بل پیش کریں کیا وہ چاہیں گے کہ گورنمنٹ یا پرائم منسٹر کی جانب

[Mr. Hassan A. Shaikh]

سے جو بل آئے گا اس میں اور ان کے بل میں تصادم ہو بعد میں اگر یہ واپس لینا ہے تو آج پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے آج تو ایجنڈے کا آئیٹم نمبر ۲۲ نہیں آتا آج ہاؤس اگر special permission دے دے تو آ جائیگا اس لئے ہم توقف کریں۔ ۲۷ تاریخ اب دور نہیں ہے اور ہماری ایک سینئر صاحبہ لیڈرز کو بلانے کے لیے لاہور گئیں ہیں اب ان کو بلانے کے بعد کیا ان کو یہ impression دے دیا جائے

That this is only steam rolling.

اس کے معنی تو یہ ہوں گے کہ

We are not that noble House the Senate is expected to be. The Senate is much higher House. We are not people with sentiments, we are people of cool, cold logic. I think we should wait until they are heard and then they might move the same thing or might move it in amended.form. That is their choice.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! مولانا سمیع الحق صاحب

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں آپکا ممنون ہوں میں صرف ایک نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا کہ اگر یہ بل یہاں آج introduce ہو جائے تو یہ کمیٹی کے پاس جائے گا تو راستہ صحیح ہو جائے گا اور قانونی اور آئینی طور پر ہم اس پر غور کر سکیں گے کیونکہ اس وقت تو یہ بل کالعدم ہے۔ جب وہ بل موجود ہی نہیں ہے تو کمیٹی کس بل کا جائزہ لے رہی ہے آج اگر ہم اس کو زندہ کر دیں تو پھر کمیٹی کو کام کرنے کا جواز بھی مل جائے گا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ کسی کے کریڈٹ لینے کا ہرگز سوال نہیں ہے نہ یہ میرا بل ہے نہ یہ قاضی صاحب کا بل ہے یہ پورے ہاؤس کا بل ہے۔ سینیٹ بھی حکومت کا ایک حصہ ہے میں پروفیسر صاحب کی اس بات سے بھی اتفاق نہیں کرتا ہوں کہ دوبارہ ہم اس کو واپس لے لیں گے۔ یہی بل اگر حکومت چاہے تو قومی اسمبلی میں پیش کرے۔ یہ بھی حکومت کا اعزاز ہوگا۔ سینیٹ کوئی غیر تو نہیں ہے حکومت سینیٹ کے متفقہ

بل کو آگے بڑھائے اللہ تعالیٰ ان کی سرخروئی میں اور اضافہ کرے گا اور اس میں جتنی تراجیم ہوئی ہیں وہ بھی شیخ صاحب کو معلوم ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ مولانا صاحب آپ نے جو فرمانا تھا وہ فرما دیا تھا۔ اس طرح یہ ڈیبیٹ ختم نہیں ہوگی۔ اب میں ہاؤس کی رائے لوں اور اس پر اتفاق کروں۔۔ جی نواب صاحب

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر آج ہم اس بل کو منظور بھی کر لیں تو کونسی کمیٹی میں جائے گا اگر اس کمیٹی میں جانا ہے جو پرائم منسٹر نے بنائی ہے پھر تو کوئی جواز ہو سکتا ہے اگر کہیں اور جائے گا تو پھر درمیان میں clash کے سوائے کچھ نہیں ہو سکتا

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ آنریبل فخر امام صاحب وزیر قانون کو بھی سنتے ہیں۔

Syed Fakhar Imam : Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, I think the honourable Leader of the House has already stated the position of the government and the Prime Minister of Pakistan.

قاضی عبداللطیف: وزیر قانون صاحب کو بھی اردو بولنی چاہیئے کیونکہ اب تو شیخ صاحب بھی اردو بولنے لگے ہیں۔

سید فخر امام: میں قاضی صاحب کی اجازت سے ہی انگریزی بولوں گا

Mr. Chairman Sir, I think the honourable Prime Minister of Pakistan and the Islami Jamhuri Ittehad's components have more than several times stated publicly within the committees and in the National Assembly itself and today the Leader of the House has also stated on the floor of the Senate that the components collectively and individually are committed to process the Shariah Bill immediately. And for that purpose the committee under Maulana Abdus Sattar Niazi has been constituted with approximately 27 members, I think, of which several of our Senators present here as members; they themselves fixed 27th as the date, in fact the Prime Minister had asked them if they could fix it earlier they said they could not because certain people were going on leave and thereafter the honourable Prime Minister said that on the first the parliamentary party

[Syed Fakhar Imam]

committee and the committees of the Senate would because it would go from the committee constituted composed of members of both the Houses and immediately thereafter we are hoping that a consensus Bill would be presented immediately in Parliament. So, the commitment Sir, is there and the purpose is to get the consensus of all concerned. Sir, this is for information but the honourable Senators for today's proceedings can do what they think is in the best interest of the House. Thank you.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Now, as proposed it will be moved by Prof. Khurshid Ahmed that under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 the introduction of the Shariat Bill be taken into consideration and be allowed to introduce. Now, the question is for the Senate whether they allow Prof. Khurshid and others to move it or not?

(The motion was adopted)

جی پروفیسر صاحب، آپ کریں

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں چاہتا ہوں کہ قاضی صاحب ہی بل introduce کریں۔

قاضی عبداللطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین، میں آئٹم نمبر ۲۳ پر شریعت بل کو پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

(اجازت دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آپ بل پیش کریں۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں شریعت بل ۱۹۹۰ ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں

(The Bill was introduced)

Mr. Deputy Chairman : The Shariah Bill stands introduced.

Now back to item No. 8.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Point of order, Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی فرمائیے۔

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir : Is it not required that the Bill be presented to us?

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وہ آپ کے پاس آ رہا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ رولز کے تحت یہ بل automatically متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو چلا گیا ہے۔ جیسے ایک ماہ میں ہاؤس کو رپورٹ دینی ہے۔

Mr. Deputy Chairman : It stands referred to the Standing Committee on Shariah.

Prof. Khurshid Ahmed: : Automatically.

Mr. Deputy Chairman : It stands referred to the concerned Standing Committee. Now discussion on the resolution already moved by Akhunzada Behrawar Saeed on 15th May, 1990:-

"This House may discuss the fast deteriorating law and order situation in the country".

Yes Akhunzada Behrawar Saeed Sahib. Further discussions on the law and order situation in the country.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین ابھی تک کسی صاحب نے اٹھ کر میری حق تلفی کر کے اپنا حق جتانے کی کوشش نہیں کی۔ جناب والا! آئیٹم نمبر ۸ پر ایک موشن آئی اور اس پر آدھ گھنٹہ بحث ہوئی اگر یہ بحث نہ ہوتی تو یہ آدھ گھنٹہ بچ سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اخونزادہ صاحب! بہت اہم مسئلہ تھا۔ اس پر سب ممبران کی رائے سننی بہت ضروری تھی۔ ابھی وقت بہت کافی ہے۔ آپ کو اپنی تقریر

کا پورا موقع دیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: شکریہ جناب۔

بنی آدم ہے سلطان بحر و بر کا — کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں، نہ خدا بیں نہ جہاں بیں — کیا یہی ہے شاہکار تیرے ہنر کا

جناب چیئرمین صاحب! امن عامہ کسی ملک کے معاشی حالات کے لئے، دفاعی حالات کے لیے خارجہ امور کے لئے داخلی امور کے لیے، سرفہرست ہے۔ اگر کسی ملک میں امن نہیں ہے تو اس کے داخلی مسائل اس طرح خوش اسلوبی سے حل نہیں کئے جا سکتے جس طرح کہ امن میں حل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ پاکستان بننے کے وقت جو ماحول تھا وہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ زیادہ دیر تک صوبے باہم قائم نہ رہ سکے کسی عیار نے۔ کسی جعفر نے، کسی صادق نے اس ملک کو دولخت کروا دیا پاکستان میں اب وہ پیار، وہ اخوت، وہ مروت، کیوں باقی نہیں رہی جس کے تحت پاکستان بنا تھا اور حالات اس نہج پر پہنچ گئے ہیں کہ مسلمان، مسلمان کا خون پینے پر اتر آیا ہے کہیں ڈاکے پڑ رہے ہیں کہیں راہزنی کی وارداتیں ہو رہی ہیں کہیں قتل اور اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور کون سی چیز ایسی ہے جو ہمارے ملک میں ہمارے اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں نہیں ہو رہی ہے۔

جناب والا! ہر ملک کی حکومت کا اگر یہ فرض اولین نہیں ہے تو اہم فرائض میں سے ایک فرض ضرور ہے کہ وہ ہر شہری کی جان و مال اور جائیداد کا تحفظ کرے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے اگر وہ اس میں ناکام رہتی ہے تو پھر اس حکومت کو اس ملک پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا اور اس حکومت کے باقی رہنے کا جواز نہیں رہتا ہے ہم ہر حکومت کے یہی بلند بانگ دعوے سنتے آ رہے ہیں کہ امن، عامہ کی حالت بہتر ہو رہی ہے امن عامہ کی حالت بہتر ہو رہی ہے ملک میں امن و امان ------

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب، آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ نے ان سب حضرات کو مصروف ہی رکھنا ہے تو پھر اس کے لیے یا تو لابی میں تشریف لے جائیں یا اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ جو کچھ اخونزادہ بہرہ ور سعید فرما رہے ہیں، اس کو سب لوگ غور سے سن سکیں۔ شکریہ!

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ان علماء صاحبان کو کم از کم یہ احساس کرنا چاہیئے کہ شریعت تو تب نافذ ہو گی جب یہ ملک رہے گا۔ اور ملک تب رہے گا جب اس میں امن ہو گا۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نے سب کی توجہ اُس طرف مبذول کروا رکھی ہے۔ جناب میں عرض کر رہا تھا کہ ہر ایک حکومت کا یہ فرض ہے کہ اس ملک کے ہر شہری کی عزت نفس اور جان و مال کی حفاظت کرے اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر ہے تو پھر اس کو ایک لمحہ کے لیے بھی حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا۔

Mr. Javed Jabbar : Point of Order. Mr. Chairman, I would like to invite your attention to the fact that we are discussing the law and order situation in the country and the honourable Minister of the Interior is absent from the Senate.

Mr. Deputy Chairman : But the Foreign Minister is very much here. I think the interior and the foreign policy are very much dependent on each other and then honourable Minister for Baluchistan Mr. Yaqub Nasir looking for the Environment and Tribal Affairs, Kashmir Affairs is also here he will be taking notes and he is already taking notes. Thank you very much.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! ایسے اہم موضوعات پر وزیر داخلہ کا ہونا بہت ضروری ہے اور میں درخواست کروں گا متعلقہ وزراء سے کہ وزیر داخلہ کو اطلاع دے دیں کہ اگر وہ یہاں آ سکتے ہیں تو تشریف لے آئیں۔

سردار یعقوب ناصر : جناب قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ہو رہا ہے اکثر وزراء وہاں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں سردار صاحب۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قومی اسمبلی کا سیشن ہو تو آپ سینیٹ کو بالکل نظر انداز کر دیں اور اکثر وزراء وہاں موجود رہیں، یہ بالکل صحیح دلیل نہیں ہے۔ یہاں یہ جن جن صاحبان کے موضوعات زیر بحث ہوتے ہیں ان کا یہاں موجود ہونا بہت ضروری ہے یا یہاں پر نعم البدل کے طور پر وہ ایسا کوئی اور وزیر چھوڑیں جو اُن کے behalf پر جوابدہ ہو۔ گزارش یہ ہے کہ اس کو نوٹ کیا جائے کہ

[Mr. Deputy Chairman]

اس قسم کے جو serious topics ہوں ان پر بحث کے دوران متعلقہ وزراء کا یہاں موجود رہنا بہت ضروری ہے۔

جناب جاوید جبار: اسمبلی میں اس وقت لاء اینڈ آرڈر discuss نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں جاوید صاحب you have already made your paint جی بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں مشکور ہوں پروفیسر صاحب اور جاوید جبار صاحب کا کہ انہوں نے آپ کی توجہ ہماری نئی نازک حکومت کی طرف دلائی۔ یہ جو نوجوان وزیر ہیں، ان میں سے کوئی تو تکلیف کرے یہاں بیٹھنے کی ہم اپنے نہ سہی، ہم چاہتے ہیں کہ اُن کے ہوں اگر وہ نہیں اپناتے تو کم از کم ہماری فریاد تو سنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہی میں نے گذارش کی تھی کہ ان کا یہاں موجود ہونا ضروری ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ ایسا اہم مسئلہ ایسے وقت میں زیر بحث لایا گیا کچھ دوست اپنی تجویزیں پیش کر کے، سیر حاصل بحث کر کے تشریف لے گئے اگر کوئی باقی ہے تو وہ شاید اپنی باری کا انتظار کر رہا ہے جناب میں عرض کر رہا تھا۔ کہ ہم اس مسئلے کو خارجی امور سے بھی الگ نہیں کر سکتے اگر ملک میں امن نہیں ہے تو کون باہر سے آکر یہاں سرمایہ کاری کرے گا کون کاروبار کرے گا۔ کھیتی باڑی کیسے ہو گی اور ہمارے پرانے پرانے دوست جن کو ہم بھائی کہتے ہیں کیا مزید ان کو تخریب کاری کا موقع دیں گے جناب ہمیں اُن تخریب کار عناصر کی نشاندھی کرنی چاہیئے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو اس ملک کا امن ہمیشہ داؤ پر لگاتے ہیں۔ میں کسی خاص صوبے کا نام نہیں لوں گا کہ اگر ایک صوبے میں بدامنی ہے تو وہ سارے ملک کے لیے پریشانی کا باعث بنے میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ اب موجودہ حکومت کہے کہ اب تو حالات بہتر

ہو گئے ہیں ٹھیک ہے کچھ دنوں کے لیے یہ subside ہو گئے ہیں۔ it may be lull before the storm لیکن میں اس حکومت سے یہ کبھی نہیں سنوں گا کہ وہ یہ کہے کہ سندھ میں اگر ایسا ہے تو پنجاب میں بھی تو ایسا ہوا اب یہ بہانہ نہیں ہونا چاہیے نہ یہ موجودہ حکومت کے شایان شان ہوگا۔

جناب عالی! کتنے اغوا رتاوان کے لئے روزانہ ہو رہے ہیں۔ میں اغوا ڈاکہ زنی کے بارے میں یہ پوچھوں گا کہ اغوا، کنندگان کا کیا یہ ذاتی فعل ہے میرا جواب ہے نہیں اس لئے نہیں کہ اس ملک میں بہت بڑی تعداد میں پولیس موجود ہے اور جس کو اکثر ہماری حکومت اور اخبارات law defrauding agencies کا نام دیتے ہیں بعض دفعہ تو میرا سر بھی ندامت سے جھک جاتا ہے جب پتہ چلتا ہے کہ یونیفارم میں وہی لوگ ڈاکو اور راہزن نکلتے ہیں جناب میرا یہ دعویٰ ہے کہ سو میں سے ۵ کم یعنی پچانوے dacoits, robberies اور اغوا کی وارداتوں میں ملک کے با اثر افراد، اور پولیس، رینجر اور دوسری law enforcing forces یا law enforcing forces کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے ایک چھوٹی سی بات ہے سندھ کے حالات کا جائزہ لینے والی کمیٹی میں ہمیں ایک جگہ جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک بڑے زمیندار صاحب تھے انہوں نے ہمیں ایک کہانی سنائی وہ یوں جناب چیئرمین! کہ ایک بازار میں سے ایک حکیم کو اغوا کیا گیا اور بعد میں جب اس بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ جس کے ایما اور اشتراک سے اس پاکستانی حکیم کو اغوا کیا گیا تھا۔ اور اس سے جو رقم طلب کی گئی تھی اس کی ایک چھوٹی سی دکان تھی اسکو بیچ کر تاوان کا ایک چوتھائی حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ صاحب فرماتے ہیں کہ ڈاکوؤں کو پیغام بھیجا گیا کہ ڈاکو بھائیو اس شخص کو چھوڑ دو۔ اس میں تاوان ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تم ہمارے بھائی ہو کسی اور پہ ہاتھ ڈال لینا۔ ڈاکوؤں نے جواب دیا کہ ہم تو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں لیکن پولیس والے کہتے ہیں کہ تم چھوڑ دو لیکن ہمارا حصہ ہمیں ضرور دو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام پولیس اس قسم کی ہے مگر ایسے افراد ان میں ضرور موجود ہیں جو ایک دور میں بے تحاشا بھرتی کئے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

گئے تھے جن میں سے ایک دو کو میں جانتا ہوں اُن کے فرزندان کو ڈی۔ ایس۔ پی لگایا گیا۔ ایس ایس پی لگایا گیا ان کی رہنمائی میں پولیس کی یونیفارم میں لوگوں کو چھتوں سے نیچے پھینکا جاتا تھا انکو قتل کیا جاتا تھا اغواء کیا جاتا تھا جناب یہ کوئی تکلیف کیوں نہیں کرتا کہ وہ سراغ لگائے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جو ان کا ساتھ دیتے ہیں وہ کون سا مکان ہے جہاں یہ چھپے رہتے ہیں۔ وہ کون سی ٹرانسپورٹ ہے جو ان کو ملتی ہے وہ کون سی جگہ ہے جہاں یہ بھاگ کر چلے جاتے ہیں۔ پھر کمال یہ کہ معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ پولیس آگئی مصروف تفتیش ہوگئی پرچہ چاک کیا گیا ہے۔ واہ کمال کیا، کتنی تکلیف کی ملک کی دولت کے ساتھ، قوم کی دولت کے ساتھ، مزدور کے خون پسینے کے ساتھ یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے پرچہ چاک کیا گیا تفتیش جاری ہے ایران کے قونصل جنرل صاحب جو اس دن لاہور میں قتل کیے گئے۔ کیا میں اس پر یقین کروں کہ اس میں یہاں کے افراد شامل نہیں ہیں کوئی ایسا جرم جو اتنا سنگین جرم ہو، اس میں بیرونی ہاتھ ضرور ہوتا ہے لیکن بیرونی ہاتھ اندرونی ہاتھ سے مل کر کام کرتا ہے۔ کب ایسی حکومت اس ملک میں ہوگی جس میں اتنی جرأت ہوگی کہ وہ یہ ہاتھ پکڑ کر باہر نکال کر پیش کرے۔

جناب میری ایک تجویز یہ ہے کہ ان لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لئے یہ اندرونی ہاتھ معلوم کرنا لازمی ہے۔ اگر ہم ان بڑے بڑے لوگوں کو نہیں پکڑیں گے چاہے وہ کارخانہ دار ہوں چاہے وہ بڑے بڑے زمیندار ہوں چاہے وہ بڑے بڑے افسر ہوں تو امن و امان کا مسئلہ حل نہ ہوگا ان کو ناراض کئے بغیر اس ملک میں یہ مشغلہ یہ شوق یہ ہابی ختم نہیں ہو سکے گی۔ ہم جتنا بھی چیخیں جتنا بھی زور لگائیں، ہمارے نوجوان پرائم منسٹر صاحب جتنی بھی کوشش کریں کامیاب نہیں ہوں گے وہ سندھ کے دورہ پر گئے اس کا اثر اچھا ہوا۔ لیکن وہ تو دورہ تھا۔ عوام سے مل کر انہوں نے عوام کی باتیں سنیں عوام کو باتیں سنائیں لیکن کیا ان کے آنے کے بعد وہاں بالکل امن و امان قائم ہو گیا۔

جناب چیئرمین صاحب! میں پھر کہوں گا کہ میں نے سندھ کے کافی دورے کیے۔ پنجاب میں پھرا ہوں، صوبہ سرحد میں پھرا ہوں۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس میں ہمارے بھائی، بڑے بڑے بھائی، بڑے بڑے مالدار بڑے بڑے جاگیردار شامل ہیں۔ اس وقت تک اگر

میں یہ کہوں کہ تقریباً پانچ لاکھ غیر ملکی کراچی کے ایک حصے میں رہائش پذیر ہیں جن کے پاس نہ ویزہ ہے نہ پاسپورٹ ہے ان کے پاس شناختی کارڈ ضرور ہیں کہتے ہیں کہ وہ بنگالی ہیں پھر جب ہم بنگالی کا نام سنتے ہیں جناب چیئرمین صاحب تو ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ ہمارے سابقہ مشرقی پاکستان کے بنگالی ہیں مگر درحقیقت وہ مغربی بنگال کے بنگالی ہیں وہ آرام سے وہاں کیوں رہتے ہیں میری دلیل یہ ہے کہ ان کو یہاں سر چھپانے کے لئے بہت آسانی سے جگہ میسر آجاتی ہے۔ بارڈر کے قریب جو گاؤں اور شہر واقع ہیں وہاں آبادی زیادہ ہے۔ جہاں ان کو آرام سے شیلٹر مل جاتا ہے۔ ان کو کھانے پینے کا سامان مل جاتا ہے۔ ان کو ٹرانسپورٹ مہیا ہو جاتی ہے جو پانچ لاکھ میں کہتا ہوں تو یہ تعداد میں نے عمداً کم بتائی ہے یہ پانچ لاکھ سے زیادہ ہیں کیا حکومت نے اس ضمن میں کوئی اقدام کیا ہے۔ نہیں کیا ہے تو حکومت کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیئے، کہا جاتا ہے کہ بڑے غریب لوگ ہیں جناب ہم تو خود بڑے غریب ہیں۔ ہم تو خود عراق اور سعودی عرب میں جا کر مزدوری کرتے ہیں دوسرے ممالک میں جا کر مزدوری کرتے ہیں کراچی میں سری لنکا سے لوگ آتے ہیں مغربی بنگال سے آتے ہیں اور جگہوں سے آتے ہیں ہندوستان سے آتے ہیں اور یہاں کام کرتے ہیں خود ہمارے اپنے بھائی ننگے بھوکے اور بے روزگار ہیں ہر روز ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بڑا مسئلہ بیروزگاری ہے۔ وہ جو روزگار ان کو ملتا ہے یا ان کی بیویاں جن گھروں میں کام کرتی ہیں اور وہاں سے خاص اطلاعات حاصل کرتی ہیں ان کے بچے بھی کام کرتے ہیں اس طرح ہمارے حقوق وہ لے جاتے ہیں وہاں ان کو شیلٹر ملتا ہے۔ اس طرف توجہ کیوں نہیں دی جاتی۔ اخبار میں آتا ہے کہ اتنی فورس بھرتی کی گئی۔ اتنے پولیس سنٹر قائم کیے گئے۔ اب آگے بڑھ رہے ہیں۔ تعداد بڑھ رہی ہے۔ تعداد تو ان کی بڑھ رہی ہے لیکن ہے جناب والا! حیران اس بات پر ہوں کہ موقع پر جا کر لوگ کیا دیکھتے ہیں، مردے پڑے ہوئے ہیں لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جس نے قتل کیا وہ ہاتھ نہیں پکڑا گیا۔ کبھی خدا کے واسطے یہ لاء اینڈ آرڈر والے بھی تو کہیں کہ جس جس پاکستانی کو قتل کیا گیا ہے ان کے قاتلوں کو پکڑ لیا گیا ہے حیدرآباد میں قتل عام ہوتا ہے سینکڑوں لاشیں

[Akhunzada Behrawar Saeed]

پڑی ہوتی ہیں۔ کوئی اس کو جا کر کہے تو کہتا ہے بڑا اچھا ہوا۔ شرم تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کے سامنے آئے وہ لب سی دے کہ ایسے مت کہو۔ گو بڑا ہی انتقام ہے۔ مگر ایسے مت کہو۔ اس میں موجودہ حکومت کو میں تھوڑا قصوروار سمجھوں گا سابقہ حکومت کا اس میں زیادہ حصہ ہے اس سے سابقہ کا بھی ہے مگر ابھی تک وہ چیزیں اتنی زیادہ نہیں آئیں جو میں یہ کہوں کہ ہاں سابقہ حکومت بھی اس میں برابر کی شریک ہے میری دعا ہے کہ ایسا نہ ہو لیکن شاید شریک ہو گئی ہے۔

جناب والا! میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ حیدرآباد میں پھر وہیں جاؤں گا۔ لطیف آباد میں لاہور میں، جھنگ میں، میرے پشاور میں، ملتان میں، یہ جو واقعات ہوئے ہیں یہ جو ہر روز واقعات ہو رہے ہیں۔۔۔۔ اعلانات بھی ہوتے ہیں کہ کلاشنکوف کے لائسنس منسوخ کیے جاتے ہیں۔ کلاشنکوف پر پابندی لگ جائے گی۔ ایک دفعہ جناب! پچھلی حکومت میں میں نے اسلحہ لائسنس کے لیے درخواست دی تھی وزیر داخلہ صاحب تھے، نازک اندام فرماتے ہیں آپ کو لائسنس کی کیا ضرورت ہے انہوں نے صحیح فرمایا پشاور میں مجھے ایک لائسنس کی ضرورت ہے۔ میرے گاؤں میں تو میرے پاس کم از کم تیس کلاشنکوف پڑی ہوئی ہیں اگر میرے گاؤں میں تیس ہیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ کس کس کے گھر میں نہیں ہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے گاؤں میں یا آپ کے گھر میں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میرے گاؤں میں، اپنے گھر میں تو میں جناب اس ایڈمنسٹریشن کی اجازت سے رکھتا ہوں، ان پولیس والوں کی اجازت سے رکھتا ہوں میں تو بڑا غریب آدمی ہوں، پاکستان میں اور کتنے ہوں گے جن کے پاس تین سو ہوں گی جن کے پاس تین ہزار ہوں گی جن کے پاس تین لاکھ ہوں گی۔ انتخابات میں لائن لگی ہوئی ہے اور کلاشنکوف اٹھا کر حکم دیا جاتا ہے کہ اس بکس میں ووٹ ڈالو جناب والا! یہ کیسے ختم ہو گا اگر ان لوگوں کو ہم سینے سے لگاتے ہیں، صرف اس لیے کہ وہ ایک لیبل لگا کر یہاں آ گئے ہیں۔ جناب عالی! جس کو وہ ڈرگ مافیا کہتے ہیں اس کو ختم کرنے کے کتنے بلند بانگ دعوے ہم سن رہے تھے کہ فلاں ابن فلاں اتنا بڑا ہے۔

پکڑو اس کو فلاں ابن فلاں اتنا بڑا ہے پکڑو اس کو اب جب اس نے ایک کی جیب میں ایک کروڑ ڈالا، دوسرے کی جیب میں دو کروڑ ڈالا اور تیسرے کے پرس میں پانچ کروڑ ڈالا تو وہ بری ہو گئے۔

جناب والا! جرائم کیسے کم ہوں گے یہی لوگ تو جرائم کرتے ہیں یہی لوگ تو جرائم کرواتے ہیں جناب چیئرمین صاحب میں یہ پوچھوں گا کہ کوئٹہ میں چند مہینے پہلے جو اتنا بڑا واقعہ پیش آیا ان کے پاس لانچر، میزائل، ٹرانسپورٹ یہ سب کچھ موجود تھا وہ لوگ کون ہیں کہاں سے آرہے ہیں چلو میں مانتا ہوں افغانستان سے آتے ہیں مان لیا وقتی طور پر لیکن میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہاں ان کو کون شیلٹر دیتا ہے ان پہ ہاتھ کیوں نہیں ڈالا جاتا اس لیے کہ وہ کسی قبیلے کا سردار ہے اس لیے کہ اس کے پاس بڑی دولت ہے اس لیے کہ وہ بہت کچھ کھلاتا ہے۔ بہت کچھ پلاتا ہے اس لیے کہ وہ بہت عیاشیاں کروا سکتا ہے اور بڑی بڑی اچھی اچھی بوتلیں پلوا سکتا ہے۔ جناب والا! امن عامہ کو اس طریقے سے tackle کرنا صحیح بات نہیں ہے اس میں جتنے بھی عناصر شامل ہو سکتے ہیں جس طرح سے میں نے عرض کیا خارجی عناصر، ان کو پکڑو، اب اس پہلو کو لیجئے جناب والا ہم بھی جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں اس ایوان میں اور دوست بھی جانتے ہیں کہ کابل میں ہمارے بھائی trained کر کے ہماری طرف دھکیلے جاتے ہیں کسی اور عرب ملک میں ایک دو ٹرینڈ کر کے۔ یہاں دھکیلے جاتے ہیں پھر وہ یہاں اپنے بھائیوں کے بھتیجوں کے چچوں کے گھروں میں آ کر پناہ لیتے ہیں اور پھر وہی کچھ کرتے ہیں جس طرح سے وہ ہمارا جہاز اٹھا کر افغانستان لے گئے تھے اور وہاں سے دمشق لے گئے اور پھر وہاں پر کچھ سودا بازی ہو گئی اور پھر جو ٹیٹر وہاں اس وقت اس سودا بازی میں نکل آئے۔ حیرت کا مقام ہے خدا کی قسم ہر پاکستانی کا سر شرم و ندامت سے جھک جانا چاہیئے کہ جس جہاز کو چھڑانے کے بدلے بڑے بد فعل اور بد کردار لوگ جیلوں سے نکالے گئے پھر انہیں سابقہ حکومت میں مشیر بنا لیا گیا اگر کوئی نام جاننا چاہتا ہے تو میرے پاس نام بھی ہیں۔

جناب والا! نہ تو یہاں صنعت کاری ہو گی جس کا شوق ہمارے وزیر اعظم صاحب کو بہت ہے۔ اور ہماری دعائیں بھی ان کے ساتھ ہیں، نہ یہاں پر کارخانے

[Akhunzada Behrawar Saeed]

ہوں گے۔ ہاں سرمایہ کاری کی جگہ اگر دوسرا لفظ لگالیں آپ کی اجازت سے کہ تخریب کاری ضرور ہوگی تو ٹھیک ہے۔ اب آپ دیکھئے سرمایہ کاری اس قسم کی ہوگی گدون امازئی میں یہ ڈرامہ کھیلا گیا کہ وہاں کے لوگوں کو کہا گیا کہ تم افیون کاشت مت کرو، ڈرگ مافیا کے لئے جو مواد ہے وہ مت مہیا کرو تم کو ہم ایسا متبادل روزگار مہیا کریں گے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے دن پھر جائیں گے آپ خوشحال ہو جائیں گے آپ آباد ہو جائیں گے آپ فارغ البال ہو جائیں گے آپ کے بچے پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ لیکن میں اس حکومت سے پوچھتا ہوں کہ وہ پتہ لگائے کہ اس گدون امازئی میں جتنے کارخانے لگائے گئے ہیں ان میں گدون امازئی کا کون سا زمیندار مالک ہے کون سا کاشتکار مالک ہے کس کو وہاں کارخانہ یا پلانٹ دیا گیا ہے اگر اس کو مزدوری ہی کرنی ہے تو پھر اس کو اپنے کھیت میں کرنے دو، میرے علاقے دیر میں وہ آتے ہیں اس علاقے میں آکر وہ جہاز سے اس کو تلف کرتے ہیں وہاں پیسہ آتا ہے تو کسی اور طرف اسے موڑا جاتا ہے۔ فلاں جگہ سکول بن گئے یا ہوڑ میں سکول بن گیا فلاں جگہ سکول بن گیا، جناب والا! یہ تو ایسے مسائل ہیں کہ اس طرح سے یہ حل نہیں کیے جا سکتے مجھے خوشی ذرا سی اس بات پر ہوتی ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک طبقے سے جو ہمیشہ اس ملک پر حکمرانی کرتا رہا ہے جس طبقے کے اکثر افراد فوج میں بھی ہوا کرتے تھے اس طبقے کے اکثر افراد سروسز میں بھی ہوا کرتے تھے ---

Mr. Alam Ali Laleka : Sir, may I draw the attention of the Chair to Rule 202 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate:

> Rule 202 (1): Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes unduly protracted, the Chairman may, after taking the sense of the Senate, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or, as the case may be, the motion.

ماشاءاللہ اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم اور فراست عطا کی

ہے کہ اگر تاقیامت بھی بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں اور ماشاءاللہ اسی علم و فراست کی وجہ سے ان کی تقریریں کبھی ریپیٹیشن نہیں ہوگی اور بولتے ہی چلے جائیں گے۔ مجھے یوں پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ ایجنڈا کافی طویل ہے اور قصہ بڑا طولانی ہے اس کے پیش نظر میں آپ کی وساطت سے عرض کروانگا اپنے محترم مقتدر بھائی سے کہ ایجنڈے پر جو دوسرے آئٹمز ہیں ان کی حق تلفی نہ ہو اس لئے مہربانی فرماکہ اس بحث کو کچھ مختصر کریں تاکہ جس بنا پر انہوں نے خود پہلے اعتراض کیا تھا کہ ایجنڈا کی آئٹم ۲۳ کو لینے سے ان کی کچھ حق تلفی ہوئی ہے اب بھی کچھ لوگ ہیں جن کی حق تلفی ہو رہی ہے۔۔۔

Mr. Deputy Chairman : Thank you, Yes, Javed Jabbar Sahib, let me decide this point of order first.

Mr. Javed Jabbar : My submission is in connection with the same. I do not wish to interrupt the floor of my colleague...

Mr. Deputy Chairman : Which has already been interrupted.

Mr. Javed Jabbar : You know well, I have suffered many such interruptions from him but I just want to say Mr. Chairman, that just as the House is magnanimous enough to give leave for the introduction of item 23, procedurally it will not take more than one or two minutes each if the fresh legislative business is allowed to be introduced in about 8 or 10 minutes and then the hon'ble Senator can....

(*(Interruption)*

Mr. Deputy Chairman : I think Sir, we have crossed that stage, it was before we started discussion but as far as Alam Laleka Sahib mentioned that is no point of order. We normally allow two hours for discussion and I think when Akhunzada Behrawar took over the floor, we were not left with two hours. So, as far as this speech being lengthy or being repeated or is not concerned, it is Akhunzada Sahib's own

[Mr. Deputy Chairman]

sweet will, you have a point that we have to conclude discussion also but he, being the mover of the motion, I think, has got the right to elaborate his views and then we will see how many speakers else want to speak on the motion. As far as the agenda is concerned, we have never been in a position to almost finish with the agenda on a single sitting, so the same is today. Akhunzada Behrawar Saeed Sahib you please continue.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میں جس کلاز کا ذکر کر رہا تھا اس کلاز کے ایک دوست نے یہ اعتراض اٹھایا اور وہ حق بجانب ہیں کیونکہ ان کی بھی آئیٹم نمبر ۱۹ ہے۔

Mr. Deputy Chairman : You continue with your own arguments. Don't involve yourself in another issue.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں یہ گزارش کر رہا تھا اور میں پھر کہوں گا اگر میرے دوست اس مسئلے کو کم اہم سمجھتے ہیں یعنی امن عامہ کو تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ یہ بات ان کی درست ہے کہ میں اس پر سیر حاصل بحث کرنا چاہوں گا اس کے لئے ٹائم لمٹ اگر آپ عائد کریں گے تو یہ میرے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اس موضوع کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اس ملک کے ساتھ زیادتی ہوگی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب تک ڈاکٹر صاحب آپ کی بغل میں بیٹھے رہیں گے تب تک آرگومنٹس بھی ختم نہیں ہونگے اور نہ ان کی فیڈنگ ختم ہوگی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ ڈاکٹر ہیں ان کو پتہ ہے کہ میں ہارٹ کا مریض ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب یہ رولز آف پروسیجر اینڈ کنڈکٹ آف بزنس آپ لوگوں نے بنائے ہیں۔ انہی کے حساب سے ہمیں چلنا ہے لیکن عموماً یہ ہوتا ہے کہ ہم ان سے ہٹ کر بھی آپ کو ٹائم دے دیتے ہیں آپ ان کو amend کرائیں اس کے بعد آپ جتنی چاہیں ڈیبیٹ کریں لیکن اس وقت تو یہی ہے کہ اس کے فریم ورک میں رہ کر آپ بھی فرما لیں اور باقی حضرات بھی جو فرمانا چاہتے ہیں فرما لیں تاکہ سانپ بھی مر جائے

اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ شکریہ!

پروفیسر خورشید احمد: جناب میں عرض کروں گا کہ اس میں بالعموم دو گھنٹے ہوا کرتے ہیں اس لئے ایسا کر لیا جائے کہ اس کا آدھا وقت یا ایک تہائی وقت محرک کو دے دیا جائے باقی وقت ہم لوگ رے لیں سب کو اپنی بات کہنے کا موقع ملنا چاہیئے بہرحال ایک ٹائم لمٹ مقرر کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بالکل صحیح ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! ان رولز کے ریفرنس میں اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بات عرض کروں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں اخونزادہ صاحب آپ لاء اینڈ آرڈر پر ولائل مکمل کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: آخر یہ وقت کی پابندی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں لگائی ہے آپ کو پابند تو نہیں کیا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ع۔ یہاں پہ مرنے کی پابندی وہاں پہ جینے کی پابندی۔ کیا ہماری عمر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ فرمالیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب جب بلوچستان اسمبلی dissolve کر دی گئی یا کرائی گئی تو اس وقت ایک بہت بڑی شخصیت نے آئین کی کتاب اٹھا کر بتایا یہ ہماری لکھی ہوئی نہیں ہے تو میں کہوں گا کہ جناب یہ رولز تو ہمارے لکھے ہوئے نہیں ہیں یہ بھی کسی نے بنائے ہونگے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ کسی نے نہیں آپ کی ہاؤس کمیٹی نے بنائے ہیں اخونزادہ صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب وہ آئین بھی تو کسی اسمبلی نے بنایا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کسی نے نہیں sitting ممبرز نے یہ سطر بنائے ہیں اخونزادہ صاحب، sitting ممبرز نے بنائے ہیں آپ نے بنائے ہیں اسی ہاؤس نے بنائے ہیں۔

آخوندزادہ بہرہ ور سعید۔ وہ آئین ان کے والد بزرگوار نے بنایا تھا ــ میں عرض کر رہا تھا یہ ٹھیک ہے کہ ایسے بھی لوگ ہونگے جو پیسوں کی خاطر یہ کرتے ہونگے ایسے بھی لوگ ہوں گے جو مجبوری کی حالت میں کرتے ہونگے مگر ایسے بھی لوگ ہیں جو اپنی پوزیشن کو maintain کرنے کے لئے کروا رہے ہیں۔ان غریبوں پر ان مزارعوں پر رعب ڈالنے کے لیے اور رعب قائم رکھنے کے لئے بھی یہ سب کچھ کروایا جا رہا ہے میری گزارش یہ ہے کہ یہ طبقاتی کشمکش ہے اس کو آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ اس بڑے طبقے کے وہ نہنگ ہیں جنھوں نے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے یہ پیشہ اختیار کیا ہوا ہے۔

جناب عالی! اس کی ایک وجہ تو بیروزگاری ہو سکتی ہے مگر اس حد تک نہیں جس حد تک لوگ اس کو سمجھتے ہیں کہ بیروزگار لوگ پکڑے جاتے ہیں ایسے باروزگار شہزادے پکڑے گئے ہیں ایسے ایسے بڑے لوگوں کے فرزندان گرفتار ہوئے ہیں جن کی کوٹھیوں۔ میں میلوں تک سفر ہوتے ہیں یہ بھی ہیں جناب تخریب کار بھی ہیں کچھ ہمارے پیدا کردہ کچھ ہمارے دوستوں اور ہمارے بزرگوں کے یا کچھ ہمارے اوپر حکومت کرنے والے طبقوں کے ہیں ہمارے دوست پڑوسی کو تو خوشی ہے اور وہ بھی بھیجتے ہیں۔ میں اس کو تو نہیں کہوں گا کہ وہ دعا کرتا ہے اگر میری طاقت میں ہو، میرے بس میں ہو نہیں ہے میرے بس میں! ورنہ میں سکھوں کو وہ اسلحہ دیتا جو میں خود نہ پاتا میں کشمیریوں کو وہ اسلحہ دیتا جو روس کے پاس تھا یا امریکہ کے پاس تھا۔ لیکن یہ میرے بس کی بات نہیں ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہندوستان تباہ ہو ٹکڑے ٹکڑے ہو اور اس کو بھی حق پہنچتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ ایسا کرے وہ اگر تخریب کار بھیجتا ہے تو میں اسے ملعون نہیں کرتا، ملعون میں اس کو کرتا ہوں جس کے ایما پر بھیجتا ہے ملعون میں اس کو کرتا ہوں جس کے پاس وہ تخریب کار آ کر پناہ لیتے ہیں ملعون میں اس کو کرتا ہوں جو ان کی راہنمائی کرتا ہے جو ان کو فیڈ کرتا ہے۔

تیسری چیز ہیروئن کا بزنس ہے اس کو میں اس نگاہ سے دیکھوں گا کہ یہاں یہ بہت پھیل رہا

ہے یہاں اس کا بزنس بہت زیادہ ہو گیا ہے بہت منافع بخش ہے اس میں بہت بہت بڑے بڑے لوگ حصہ دار ہیں کوئی اس کے کنگ بنے ہوئے ہیں کوئی اس کی کوئین بنی ہوئی ہیں - جناب عجیب و غریب ٹائیٹل اختیار کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جب کوئی غریب اس کو carry کرتا ہے تو وہ ذمہ دار گردانا جاتا ہے - اس کے بعد وہ پولیس والا تفتیش نہیں کرتا کہ صاحبو! یہ کس کا مال ہے کس نے دیا کیسے دیا اگر ہم میں یہ جرأت ہو اور ہم میں تڑپ ہو آزادی کی تو حضور والا! میں یہ کہوں گا کہ یہ جو دھندا ہے اس پر سے پابندی آپ کو اٹھا لینی چاہیئے۔ یہ امریکہ کا سر درد ہے میں تو یہ کہوں گا کہ جو زیادہ سے زیادہ اس چیز کو ایکسپورٹ کرے گا اس کو انعام دو کرپٹ کریں امریکہ کو کرپٹ کریں برطانیہ کو کرپٹ کریں۔ روس کو کریں وہ ہمارے دوست نہ تھے نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! تیسرا طبقہ بیرونی ہاتھ ہے۔ بیرونی ہاتھ ایک کو تو ہم بالکل صریحاً جانتے ہیں دوسرے کا نام میں لوں گا کہ ہنود ہیں تو اس کے ساتھ یہود بھی ہیں۔ ان کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے یہود کا بھی اتنا ہی ہاتھ ہے جتنا ہنود کا ہے اگر ہنود کے لیے سندھ میں کوئی base ہے تو قبائلی علاقے میں وہی base یہود کے لیے بھی ہے۔ یہود کو کون پال رہا ہے کون ہے جو اس کو مضبوط کر رہا ہے وہ جو "لبش بش" کرتا ہے۔

جناب والا! اس ملک میں ترقی کی منازل تب طے ہونگی جب امن عامہ پر خاص توجہ دی جائے گی۔ ہمارے بجٹ کا کتنے فیصد اس پر خرچ ہوتا ہے وہ میں نہیں جانتا وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں شاید وہ بتا دیں اس پر اخراجات بڑھانے چاہئیں مگر تعمیری طور پر اس پر بجٹ میں زیادہ اخراجات ہوتے چاہئیں بیروزگاری کا آپ سوچ لیں اسطرح سزاؤں کے ایکٹ بنے ہوئے ہیں۔ ایکٹ تو آپ نے بنائے سزائیں بھی آپ نے بڑھا دیں۔ دفعہ ۳۶۴ میں ترمیم کی دفعہ ۳۶۵ میں ترمیم کی پھانسی کی سزا تک پہنچے تو خدا کے لیے ایک کام اور بھی کر

[Akhunzada Behrawar Saeed]

procedure ہے یہ جو ضابطہ ہے اس پر بھی تو نگاہ ڈالیں اس ضابطہ کو کیوں نہیں consult کرتے سمری ٹرائل کیوں نہیں کرتے اگر میں یہ کہونگا کہ سمری ٹرائل کرو تو پھر میرا کوئی بھائی اٹھے گا جو یہ کہے گا کہ یہ fundamental rights سے conflict کرتا ہے fundamental rights کو روندتا ہے تو جناب fundamental rights ٹھیک ہے لیکن اس قوم کا بھی تو یہ fundamental rights ہے کہ یہاں پر امن ہو اس کے لیے قوانین کو drastically amend کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے substantive law میں بھی، اور procedural law میں بھی اور اب قانون شہادت میں بھی ترمیم کرنے کی ضرورت ہے اور پھر اس کو implement کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں deterring punishment ہونی چاہیئے یہ نہ ہو جناب کہ ایک غریب پر اس واسطے لاگو ہو کہ اس نے اس کے ساتھ للکارا تھا۔ جناب میں ٹھوس مثال دے رہا ہوں۔ اس نے للکارا قتل کے مقدمے میں کہتا ہے کہ پکڑ لو اس کو، مگر ایک شخص رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ اس پر ایک قتل کا دعویٰ ہوا، دوسرے قتل کا دعویٰ ہوا۔ بیانات آ گئے، چشم دید شہادت آ گئی۔ مگر ملزم دوسرے دن اپنے گھر میں بیٹھا ہے ان حالات میں کیسے امن ہو گا۔

جناب والا! میں اپنے وزراء کرام سے پوچھتا ہوں اپنے ان اراکین اور دوستوں سے پوچھتا ہوں جو کہ اس کتاب کو بار بار پڑھتے ہیں کہ ان حالات میں امن کیسے ہو گا۔ ابھی قبائل کے ایک علاقے میں رات کو میزائلوں سے حملہ کیا گیا۔ ایک مکان مسمار ہوا۔ میں یہ بتا دوں کہ یہ علاقہ غیر نہیں ہے اس کے قریب ہے میزائل پکڑے گئے۔ لانچرز پکڑے گئے۔ میگزین جی تھری کے بھی ان کی وہاں گاڑیاں رہ گئیں۔ ان چیزوں کے علاوہ ملزمان کے نام لئے گئے۔ مگر ان کی پشت پناہی ہو رہی ہے۔ مجال ہے کہ کوئی ان کو ہاتھ لگائے۔ میں نے ایک پولیس افسر سے پوچھا کہ ان کو کیوں نہیں پکڑتے اس نے مجھے کہا کہ اخونزادہ صاحب، پھر آپ ہی ان کو پکڑ لیں۔ کیا امن ایسے قائم ہو گا اس طرح سے قائم ہو گا

کہ غریب کو تو پکڑو، اس کو جیل میں ٹھونسو۔ لیکن جو ایم این اے ہے ایم پی اے ہے، سینیٹر ہے یا اسکا رشتہ دار ہے، اسکا دوست ہے اسکو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ با اثر شخصیات ہیں۔ بہر حال سعید چونکہ سینیٹر ہے۔ اسکو چھوڑ دیں تو جناب یہ چیزیں ہیں، انکی طرف میں حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، اس مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ میزائل پکڑ بھی گئے ہیں، جو وہاں پانی میں گر گئے تھے اور بلاسٹ نہیں ہوئے تھے۔ جو میزائل پھٹے تھے ان سے بڑے پیمانے پر damage ہوا تھا۔ مگر ملزمان بالکل آزاد ہیں حالانکہ ایف آئی آر میں ان کے نام درج ہیں، کیونکہ یہ کسی کے رشتہ دار تھے۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا۔ ان حالات میں امن کیسے قائم ہوگا اب ان حالات میں جب طبقات کی طرف دیکھا جائے گا کہ اوپر والے طبقہ سے تعلق رکھنے والے تو نیک ہیں۔ فرشتے ہیں۔ اس لئے یہ بری الذمہ ہیں اور جو اشخاص چھوٹے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کو تو پکڑ لو، وہ تو پکڑ لئے جاتے ہیں یہ غریب ہیں خدا نے ان کو غریب پیدا کیا۔ لیکن جو اوپر والے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے بارے میں لکھی جانے والی ڈائریوں میں بھی تبدیلی کی جاتی، ان کے بارے میں لکھے جانے والے روزنامچوں میں بھی تبدیلی کی جاتی ہے، ان کے بارے میں دیئے گئے استغاثہ کے بیانات میں بھی تبدیلی کی جاتی ہے

جناب والا! یہ جو نظام ہم نے انگریز سے inherit کیا ہے اسے ہم نے سول پروسیجر کوڈ بھی لیا ہے جتنے بھی criminal laws جب تک ان میں drastic changes نہیں ہوں گی اور ان پر سختی سے عمل درآمد نہیں ہوگا امن و امان قائم نہیں ہوسکتا۔ جب تھانوں کو چیک نہیں کیا جائے گا تھانے والے رپورٹیں اس لئے نہیں لکھتے کہ انہیں اوپر سے منع کیا جاتا۔ جناب والا! میرے گھر کے نزدیک ایک مسجد میں چوری ہو گئی، ملاں صاحب اس چوری کی رپورٹ تھانے میں درج کرانے گیا۔ لیکن تھانے والوں نے اس کی رپورٹ نہیں لکھی۔ جب میں خود اس

[Akhunzada Behrawar Saeed]

سلسلے میں تھانے گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رپورٹ لکھی ہوئی ہے۔ میں نے ان سے کہا بھائی میں وکیل ہوں، ذرا ایف آئی آر کی کتاب لاؤ۔ (تھانے والوں کی ہنسی کا انداز بتاتے ہوئے) وہ تو ہم نے روزنامچہ میں لکھی ہے اب جناب مجھے بتائیے کہ جب پولیس والے ایسے جرائم کا اندراج ہی نہیں کرتے، ڈاکوؤں اور راہزنی کے کیس درج ہی نہیں کرتے تو امن وامان کیسے ہوگا۔ پھر میرے دوست لالیکا صاحب کہیں گے کہ میں مثالیں دیتا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ سے میری گاڑی چوری ہوئی۔ میں رپورٹ لکھانے کے لیے تھانے گیا۔ تھانے دار مجھے کہنے لگا کہ رپورٹ درج نہ کرائیں۔ میں نے کہا کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ اس طرح گاڑی گم ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ کل کو اس گاڑی میں چرس پکڑی دکھائی جائے گی۔ اس گاڑی کا کل کو آپ ایکسیڈنٹ کروا دیں گے تو پھر آپ مجھے پکڑیں گے پھر اس نے میری رپورٹ لکھی۔ جب یہ حالات ہیں تو ملک میں امن کیسے ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں ان دوستوں سے، ان بڑے بڑے مگرمچھوں سے، ان بڑے بڑے افسروں سے یہ امن کیسے قائم ہوگا۔ کیا یہ ساری ذمہ داری ایک شخص نواز شریف پر ہے۔ یہ دوسرے لوگ کیا صرف جھنڈا لہرانے کے لئے ہیں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ جو جھنڈا لہراتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے کپڑے کے اندر ڈنڈا بھی ہوتا ہے۔ جب امن نہیں ہوگا تو یہ غریب لوگ یہی ڈنڈا اٹھا کر آپ کو ماریں گے۔ جناب میرے دوست ناراض ہونگے لیکن میں کہوں گا کہ ایک تنظیم تو اظہر من الشمس ہے جس کا نام "الذوالفقار" ہے۔ اس کے تخریب کار تو بڑے پیمانے پر وارداتیں کر رہے ہیں اور ان کی پشت پناہی بھی ہو رہی ہے۔ مگر ایسی تنظیمیں اور بھی ہیں جو حالات خراب کر رہی ہیں۔ میرا پھر کوئی دوست ناراض ہوگا لیکن میں خاص طور پر عرض کروں گا کہ سندھ میں جو ہندو آبادی ہے، اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ جب ہم سندھ میں گئے تو ہم سے پروفیسروں کے نام تک چھپائے گئے کہا گیا یہاں ہندو پروفیسر نہیں

ہیں میڈیکل کالجوں میں اور اسی طرح دوسرے کالجوں میں ہندو پروفیسر نہیں ہیں۔ جناب والا! وہاں انہوں نے کتنو ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ جس کے تحت وہ پیسے جمع کر کے نوجوانوں کو رشوت دیتے ہیں تاکہ وہ وارداتیں کریں آپ وہاں جاکر بارڈر ایریا میں دیکھیں وہاں جو بنگلے بنے ہوئے ہیں، وہ کس کے لئے بنے ہوئے ہیں، وہ صرف ان ڈاکوؤں کے لیے اور ان تخریب کاروں کے لیے بنے ہوئے ہیں۔ آپ ان پر کیوں توجہ نہیں دیتے ہیں معمولی سی بات ہے کہ 'ٹھٹر' اور 'ٹھٹر' کو پار کرے، ——— تو "پار" کر کے آپ دیکھیں کہ وہاں کیا ہے اس لئے آپ کو اس بارڈر پر توجہ دینی چاہیئے۔ دو ہفتے یا تین ہفتے کے لئے ۱۴۴ دفعہ لگائی گئی۔۔۔

چلو اچھا ہوا جناب چیئرمین صاحب آپ آ گئے ہیں۔

At this stage the Chair was vacated by the Deputy Chairman which was occupied by the Chairman (Mr. Wasim Sajjad)].

جناب چیئرمین: میں نے سوچا کہ آپ کی تقریر سننے کے لئے میں خود حاضر ہو جاتا ہوں۔

اخوانزادہ بہرہ ور سعید: مجھے خوشی ہے کہ آپ مجھے ذرا اور وقت دیں گے۔ آپ نئے آئے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: بہرہ ور سعید کی تقریر دوبارہ شروع ہو گی۔

جناب چیئرمین: میں ان کی تقریر ایک گھنٹے سے سن بھی رہا ہوں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں پروفیسر صاحب کا بڑا مشکور ہوں، میرا خیال ہے کہ بڑے خلوص دل سے کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں ایک گھنٹے سے تقریر سن رہا ہوں لیکن جب میں نے "ٹھنڈے اور ڈنڈے" کا نام سنا تو میں نے کہا کہ اب مجھے یہاں آجانا چاہیئے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب چیئرمین! وہ تو میں نے ویسے ہی عرض کیا تھا کہ ایسے بھی ہو سکتا ہے اگر ملک کے ارد گرد حالات اور خطرناک صورت اختیار کر گئے تو ایسے بھی ہو گا۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

یہ طبقہ، جس کے ساتھ اوپر والا طبقہ ایسا سلوک روا رکھے ہوئے ہے تو جب یہ طبقہ مرنے پر آئے گا تو یہی کچھ کرے گا جب اسے مرنا ہی ہے تو پھر مرنے سے پہلے دوسروں کو بھی مارے گا غدار! اس ملک کو بچانے کی خاطر، کچھ قربانی دیجئے کچھ ایثار کیجئے، کچھ جرأت کیجئے۔ ان چیزوں کا مظاہرہ کیجئے۔ یہ ایجنٹ جن کے سرپرست کچھ بیوروکریٹس میں بھی ہیں ان کے protectors خانقاہوں میں بھی ہیں بڑی بڑی مسجدوں میں بھی ہیں، بڑے بڑے حجروں میں بھی ہیں، کارخانوں میں بھی ہیں۔ ان سب کا پتہ لگایا جائے، ان سب پناہ دینے والوں کا پتہ لگایا جائے۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: سب کو پتہ ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پتہ تو ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ پتہ لگایا جائے، اور کیا کہوں مجھے بھی پتہ ہے کہ کہاں کہاں ہیں، چند کی نشاندہی میں بھی کر سکتا ہوں کہ کہاں کہاں ہیں جناب والا! اکثر ڈاکوؤں کے ہیڈ کوارٹرز جو ہیں وہ کراچی میں ہیں، ان کی سرپرستی کون کرتا ہے۔

جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ امن عامہ کی طرف توجہ دیجئے۔ میں اس حکومت سے درخواست کروں گا کہ یہ سارے جو آپ کے پروگرام ہیں ان سب پر تبھی عمل درآمد ہو سکے گا جب اس ملک کے افسروں میں، حکمرانوں میں اور کارکنوں میں جرأت آئے گی جب یہ لاٹھی اٹھائیں گے اور یہ نہیں دیکھیں گے کہ ہمارے سامنے جو ہے یہ سینیٹر کا رشتہ دار ہے یا ایم این اے کا رشتہ دار ہے، یہ کمشنر کا بیٹا ہے یا فلاں شخص کا بیٹا ہے اس سے سرپورٹ لگائیں گے تو تب کہیں جا کر امن قائم ہوگا اور اگر ایسی روایات قائم نہ کی گئیں اور یہی چیز چلتی رہی تو میں اتنا کہوں گا کہ وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا جس کی ہمیں خواہش ہے جس کے لئے ہم نے یہ ملک بابائے قوم حضرت قائد اعظم کی سربراہی میں حاصل کیا تھا، نہ ہی امن ہوگا نہ ہی چین ہوگا اور نہ ہی ہماری مملکت۔ فلاحی مملکت بن سکے گی اس لئے میں سب سے اپیل کروں گا کہ حضور والا! آپ ان امور کی طرف توجہ دیجئے۔ حکومت کے افسران کو توجہ دلائیں، ان سے تعاون کیجئے جو دیانت داری سے کام کرتے ہیں اور جو دیانت داری سے کام نہیں کرتے ہیں ان کی نشاندہی کیجئے۔ حضور والا! اس ملک میں بڑی خرابی

پھیلی ہوئی ہے اتنی چوریاں نہیں ہوتی ہیں جتنی چوریاں کروائی جاتی ہیں اتنے ڈاکے نہیں پڑتے جتنے ڈلوائے جاتے ہیں، اتنے اغوا نہیں ہو رہے ہیں، جتنا کروائے جا رہے ہیں، ان کے protectors کہاں ہیں؟ ان کو پتہ ہے ان کو کیوں نہیں پکڑتے۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ ذرا جرأت سے کام لیں یہ سب پاکستانی ہیں پاکستان میں امن چاہیئے اگر کوئی بڑا ہے تو اپنے لئے ہے کسی اور کے لیئے اور میرے لئے نہیں ہے اس لیے میں یہی گزارش کروں گا کہ اب اس حکومت کے لئے بھی سب سے اہم مسئلہ امن عامہ ہے۔ امن عامہ قائم ہوگا تو باقی ترقیاتی سکیمیں بھی مکمل ہونگی، نہیں ہوگا تو یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ۔ اور کتنے ممبرز ہیں جو اس موضوع پہ تقریر کرنا چاہتے ہیں... اچھا جی جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی۔

<u>نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی</u>: جس جذبے کے ساتھ اُن حالات کی تشریح اخونزادہ صاحب نے کی وہ قابل تحسین ہے۔ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے وہ تو ایک حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ہمیں اس بحث کے بعد کیا کرنا چاہیے اس پہ غور کرنا ہوگا میں ایک دفعہ ایک تھانے میں چلا گیا اور تھانیدار سے پوچھا کہ تمہارا پرابلم کیا ہے اس نے کہا ہم ایک چور پکڑتے ہیں اور اس سے پوچھ گچھ کرتے ہیں لیکن اوپر سے ٹیلیفون آجاتا ہے کہ اسکو چھوڑ دو عدالتیں بھی کچھ اسی قسم کی ہیں کہ جب کیس ہی وہاں کمزور جاتا ہے تو وہ بھی کچھ نہیں کر سکتیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارا قانون اور ضابطہ بے حد کمزور ہے اور لچکدار ہے آپ دیکھیں کہ ہمارے قبائلی علاقے میں یہ قومی ذمہ داری بن چکی ہے اس لئے ایک بیوہ بھی تسکین کے ساتھ رہتی ہے وہاں نہ چوری ہوتی ہے اور نہ ڈاکہ پڑتا ہے اور نہ کوئی یہ کام کر کے بچ سکتا ہے اور یہ شریعت کا تقاضا بھی ہے ایک آدمی قتل ہو جاتا ہے لیکن قاتل کے بارے میں پتہ نہیں چلتا کہ اس کا ذمہ دار کسے ٹھہرائیں تو وہ ذمہ داری ہم نے چھین لی ہے۔ پھر اخونزادہ صاحب کے ہم پیشہ وکیل کسی نہ کسی طریقے سے ملزم کو چھڑا لیتے ہیں۔ میں ایک ہی بات جانتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں شرعی قوانین نافذ نہیں ہوتے اور پھر اس کے ساتھ اُن لوگوں کو اپنا رہنما نہیں بناتے جن کی ذہانت علم اور تقویٰ پر کوئی انگشت نمائی نہ کر سکے تو ملک میں یقیناً امن دامان

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

قائم نہ ہو سکے گا نہ انصاف ملے گا اور نہ بےچینی دور ہو گی ملک اس وقت ترقی کرے گا جب اس میں امن دامان ہو گا۔ اور لوگوں کی عزت جان و مال کی حفاظت ہو گی اور یہ صرف پریکٹیکل طریقے سے ہو گا۔ میں نے چونکہ ۲۱ سال سروس کی ہے مجسٹریٹ رہا ہوں مجھے پتہ ہے کہ اگر کوئی ایمانداری سے چلے تو امن آ ہی جاتا ہے۔ ایک ضلع کا جو مجسٹریٹ ہے وہ ضابطہ فوجداری کے تحت امن کے لئے فوج بھی بلا سکتا ہے۔ اسی طریقے سے دفعہ ۔۳۰ کا سب ڈویژنل مجسٹریٹ بھی بلا سکتا ہے لیکن وہ اختیارات اس لیے استعمال نہیں کر سکتے کہ اُن کے اختیارات کسی اور کے اشارے کے محتاج ہوتے ہیں۔ ہمیں بیوروکریسی کو اس حد تک چلانا ہے جس حد تک اس کی ذمہ داری ہے اور اس پر نگرانی رکھنی ہے اور اگر ہم نے بیوروکریسی کو اپنے مقصد کے لیے چلایا تو پھر یہ لاء اینڈ آرڈر یا کوئی نظام بھی ٹھیک نہیں چل سکے گا۔ ہر ذمہ دار پر کڑی نگرانی کی ضرورت ہے غفلت اور لاپرواہی کی صورت میں اس کا احتساب شروع کیا جائے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

ضابطہ فوجداری میں ترمیم کے لیے میرا بل موجود ہے تعزیرات پاکستان کو دیکھیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک آدمی قتل کرتا ہے اور اسکو چھوڑنے کا اختیار آپ نے صدر اور وزیراعظم کو دے دیا ہے اس کے لیئے بھی میں نے مذکورہ بل میں لکھا ہے کہ جب تک یہ اختیارات واپس عاقلہ کے پاس نہیں جاتے اور عاقلہ کو قصاص و دیت کا اختیار نہیں دیا جاتا۔ ملک میں کسی طریقہ سے انصاف قائم نہیں ہو سکتا جب انصاف کا اختیار کسی مجسٹریٹ یا پولیس کو ہو گا تو عاقلہ تو ویسے ہی رہے گا اور مقتول کے رشتہ دار تو پریشان ہی رہیں گے لہٰذا موجودہ قانون کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

ہم ایمانداری کی بات کرتے ہیں اور زبان سے دعوے بھی کرتے ہیں لیکن ایماندار تو سب سے زیادہ پریشان ہے۔ اس وقت تو سلسلہ یہ ہے کہ جس کے پاس گنج ہے اسکو اس طرح سے ملا ہے اور جو ایماندار ہے وہ ہمیشہ پریشان ہے میں زیادہ تشریح نہیں کرتا۔ تشریح تو اخونزادہ صاحب نے فرمائی ہے لیکن ہمیں قانون کو دیکھنا ہو گا ہمیں

بیوروکریسی کی مشکلات کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی اہلیت کو دیکھنا ہوگا۔ ان کو اتنی تنخواہ دینی چاہئیے کہ وہ محتاج نہ رہیں۔ ایک دفعہ میں نے ایک تھانیدار سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں ایسا کرتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ آپ خود اندازہ لگائیں کہ میری ۸۰ روپے تنخواہ ہے۔ میرے ۵ بچے ہیں عید کے دن سب گوشت مانگتے ہیں ہم کہاں سے لائیں جب کہ شریعت میں ہے کہ ایک آدمی کو اتنی تنخواہ دو کہ وہ کسی کا محتاج نہ رہے۔ انگریزوں کے وقت میں بڑے افسر تھے لیکن کبھی محسوس نہیں ہوا کہ ان کے پاس پیسے نہیں۔ میرے پاس چیزوں کی ابھی بھی وہ فائل موجود ہے ۸ روپے من چینی تھی سارا دن ہمارے گھر لوگ چائے پیتے تھے جب میں فیڈرل سروس کمیشن میں رہا تو ۵ ہزار روپے گھر سے لیتا تھا۔ بے شک تنخواہ کم رکھو لیکن اس کو پیٹ بھر کر کھانے کو دو تب ایمانداری ہو گی۔ بھوکا جو ہے وہ ہر گناہ کر سکتا ہے۔ میں ان ہی حالات کی روشنی میں بل لایا ہوں خدا کرے منظور ہو جائے میں کہتا ہوں کہ جب تک قانون سختی سے نافذ نہ ہو اور کسامت شریعت کا ایک خاص اصول ہے وہ نافذ نہیں ہوتا، ذمہ داری لوگوں پر نہیں ڈالی جاتی امن قائم نہ ہوگا۔ آپ دیکھیں ایک قتل ہوتا ہے، شہادت ہوتی ہے، یہ میں نے جرگے میں دیکھا کہ وہ گواہ کبھی نہیں بھاگتا وہ صاف سیدھی بات کرتا ہے۔ یہاں پر تو بنایا جاتا ہے سب کیس تیار کیا جاتا ہے چونکہ میں مجسٹریٹ رہا ہوں مجھے سب پتہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اہم معاملہ ہے۔ اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے کہ فلاں پارٹی کی ذمہ داری ہے یا فلاں نواب کی ذمہ داری ہے یا فلاں وڈیرے کی ذمہ داری ہے اس کے ذمہ دار قانون چلانے والے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ملک چلانے کے ذمہ دار ہیں وہ اس ذمہ داری کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح سے ان تمام کو stream line کر کے ان سے کام لیا جائے اور جب تک اس ذہن کے لوگ آگے نہیں آجاتے اور وہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے کیسے چلانا ہے تو اس وقت تک یہ معاملات اسی طرح سے خراب رہیں گے۔

اس رہبانی طرز کو چھوڑ دو۔ سیدھے طریقے سے اس کو سمجھو قانون کو سمجھو اور پھر اس پر عمل کراؤ اور عمل کرانے کے لئے انسپکشن ضروری ہے۔ پرائم منسٹر جا کر انسپکشن

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

کرے، عدالتوں کی انسپکشن کرے دیکھیئے کہ وہاں کیا تماشے ہوتے ہیں۔ ہمارے منسٹروں کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا کہ وہ کسی کی صحیح بات سنیں۔ اور حالات سے باخبر ہو جائیں کوئی پرمٹ لیتا ہے کوئی ٹریکٹر لیتا ہے، ہم لیجیسلیشن چھوڑ کر ان چیزوں میں الجھ جاتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ لیجیسلیشن کریں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جاوید جبار صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے؟

Mr. Javed Jabbar : No. No.

Mr. Chairman: You don't want to.

Mr. Javed Jabbar : I will make my comments during the President's Address.

جناب چیئرمین: شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب چیئرمین! یہ موشن ۱۵ مئی ۱۹۹۰ کی ہے اور اس وقت جو حکومت برسر اقتدار تھی اس کی بدکرداریاں و بدعنوانیاں اظہر من الشمس ہیں اور ریکارڈ کا ایک حصہ بن چکی ہیں حضور والا! صدر مملکت نے جب اسمبلی کو dissolve کیا تو چند ایسے اقدامات کیے جن کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور انشاءاللہ تعالیٰ روز بروز ان کی افادیت بڑھتی جائے گی فلور کراسنگ پر پابندی کا آرڈیننس جاری کر کے انہوں نے نہایت احسن قدم اٹھایا اس طرح حکومت کی راہ ہموار کر دی اور ہارس ٹریڈنگ کو روک دیا جس کے نتیجے میں ایک مستحکم حکومت نہایت جرأت سے ان اقدامات کی طرف توجہ دے گی جن سے امن و امان کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اس کے علاوہ انہوں نے قصاص و دیت کا آرڈیننس بھی جاری کر دیا جس سے ایک ہلچل مچ گئی اور بعض لوگ اس کی مخالفت کرنے لگے۔ حضور والا! انہوں نے اغوا کے لیے سزائے موت کا آرڈیننس جاری کیا جسے ہم ویلکم کرتے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ جب وہ آرڈیننس بل کی شکل اختیار کرے گا تو اس سے بھی اپوزیشن میں یا ان سابقہ حکمرانوں کے محلوں میں ہلچل مچ جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک یہ غیر مہذب سزا ہو گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی کو پھانسی دینا سراسر زیادتی ہے اور پھر اس کے ساتھ امن و امان نہ ہونے کی باتیں بھی

کرتے ہیں اس حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں اور سندھ کی حکومت جو اس وقت کر رہی ہے وہ بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ اس طرح صوبہ پنجاب اور سرحد میں تو امن وامان قائم ہے بلوچستان کی حالت بھی روبہ اصلاح ہے۔

حضور والا! آپ کی وساطت سے میں حکومت پر یہ واضح کردوں گا کہ جب تک یونیورسٹی سے کلاشنکوف کلچر ختم نہیں کیا جائے گا وہاں پُرامن تعلیمی ماحول پیدا نہیں ہوگا حضور والا! تھوڑی بہت اس کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہیے اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ حکومت ایسے اقدامات کرے گی جن سے امن وامان کا مسئلہ انشاءاللہ حل ہو جائے گا۔ بار بار فوج کو بلانا بھی ایک اچھی فال نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے اور سول ایڈمنسٹریشن کو نہایت فعال بنانا چاہیے ایسے انقلابی اقدامات کے لئے وزیراعظم صاحب نے اشارہ کردیا ہے کہ آئین میں ترامیم بھی کرنی پڑیں گی تو کریں گے تاکہ لوگوں کے امن وامان کے مسائل حل ہوں۔ ان کی مشکلات حل ہوں۔ حضور والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: جناب تالپور صاحب آپ کچھ کہنا پسند کریں گے نہیں۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: آپ کتنی دیر تک ہاؤس کو چلانا چاہیں گے؟

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ ڈیڑھ بجے تک چلا لیتے ہیں۔

Dr. Bisharat Elahi : Mr. Chairman, Sir, Senator Behrawar Saeed has drawn our attention to an issue....

Mr. Hassan A. Sheikh: Mr. Chairman, Dr. Sahib already spoke to Behrawar Saeed and now he is speaking himself.

Mr. Chairman : I think that is permissible under the rules. Yes, please Dr. Sahib.

Dr. Bisharat Elahi : Sir, it is an important issue and I would regard this as a basic issue for Pakistan today. The law and order situation in the country today is a matter of serious concern and it needs the attention of all the forums at the level of the government including the Prime Minister, the Interior Minister and the legislators.

[Dr. Bisharat Elahi]

Mr. Chairman, Sir, mention has been made of the law and order situation under the previous government and perhaps an effort has been made to compare it with the law and order situation today. May I Sir, most humbly submit that if at all there is a difference between what the law and order situation was then and today, it is very marginal. Perhaps certain things are not brought up as prominently today as they were in the past but when one meets ones friends and associates from Sindh people those who do not seem to have acquired the sense of safety that one needs to live in a province. Sir, the situation in Sindh has been invariably described as the law and order situation because of certain ethno-political forces. Sir, in the Punjab, there are no such forces working, but given in the Punjab, the law and order situation is far from satisfactory. If you lift any newspaper you will see a number of cases of dacoities even murders and what seems to be most abnoxious is the behaviour of the police. A number of cases mentioned in the newspapers where police harass the people, takethem toheir *thanas* and there have been mentions of a number of instances in which women have been molested and men have been beaten up. Perhaps you might have seen in today's newspaper, a girl of 10 years has lost her balance of mind because she has been beaten up and mishandled by some police constables. This was done basically, according to the newspaper, to punish her parents but in the process it is this poor child who has lost her balance of mind. The cases of police excesses must be brought to book and serious note should be taken of this. The factors which are basically responsible for law and order situation are:-

1. Internal forces

2. External forces

But as my friend has very rightly said that the external forces cannot operative inside the country until and unless they have the support of certain internal forces, we have got to find out what those internal forces are and, Sir, they are not one, there are number of such forces. Subversion motivated for political objectives is one and then there are

number of external agencies who are acting in this direction. We have got Khad, we have got Indian Intelligence agencies and we have got Al-Zulfiqar. For the first time in the history of Pakistan we had an organisation which came into being with the help of Pakistanis for subversion in Pakistan and recently I have read press reports that

certain people have been arrested in Karachi who belong to the 'Al-Zulfiqar' organization and who have been involved in lot of subversive activities in Karachi, I do not know what has been the outcome, perhaps our committee here might like to find out what their activities have been and what has been the outcome of the investigations that are being carried out. Then, we also have a certain hostile population in the interior of Sindh. Sir, we have got to keep an eye and we have got to ascertain the facts behind all these things that are happening.

Kidnapping for ransom is still very muchprevalent in Sindh. We also have instances of kidnapping for ransom in the Punjab but to a far lesser degree. A very important thing is that most of the people who are kidnapped from Karachi are detained by the kidnappers in Karachi. They are not taken to the interior of Sindh as was previously thought because a number of people who have been released and the cases not reported to the Police have in fact told that they were detained in a house either in defence or KDA colonies or one of these very posh localities. Sir, these crimes are happening under the very nose of the authorities, and yet we feel helpless that we are unable to do anything about it. We have politically motivated crimes, we have politically motivated protection of criminals and we have time and again read about this statement coming from the Chief Minister of Sindh, statement coming from the Prime Minister of Pakistan, statement coming from the Federal Interior Minister that they are aware of these things. They have in fact in the past arrested quite a few prominent farmers and 'Waderas' in Sindh. We have the same problem in the Punjab. Sir, most of the people who commit these offences in the cities are being protected by the very important and influential people. Perhaps because of political considerations and other considerations, there seems to be political interference in giving protection to these people. Another very important factor.....

Mr. Javed Jabbar : Point of order Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Yes, Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : The Foreign Minister had been asked to represent the Interior Minister by the Deputy Chairman but we notice that the hon'ble Foreign Minister is leaving.

Mr. Chairman : Sahibzada Sahib, it appears that you are

[Mr. Chairman]

Incharge of the law and order situation in the country as far as the Parliament is concerned.

Sahibzada Yaqub Khan : Mr. Chairman Sir, I will be very happy and very honoured to take notes on this among the other responsibilities that are mine. I had waited for the Minister for Parliamentary Affairs to return and the comments that I had conveyed to him was that very careful notes have been taken on this debate including the present speaker and the last speaker. The subject is vast, the subject is extremely important and critical and a very wide ranging debate with multiple points has taken place and it is right and proper that the government should get an opportunity to reply to this debate in an equally serious manner so that the points that have been raised can be adequately and satisfactorily addressed. For this reason I have suggested to my colleague, the Minister for Parliamentary Affairs, that as time is short and is not likely to be available for the reply to this debate that next Sunday would be an appropriate time for the Interior Minister himself to deal with all the points that have been raised and to wind up the debate. This was my main point and for this reason I had asked permission of the Minister for Parliamentary Affairs so, I am asking your permission to withdraw. Thank you Sir.

Mr. Chairman : I think the Minister is here, therefore, he will be able to take all the notes.

Dr. Bisharat Elahi : Sir, in the meantime the other Ministers had already left the House. In any case I will carry on because we are nearing the time. Sir, in the end I would submit that whereas I welcome the recent Ordinance that has been introduced against these crimes but until and unless we have a competent machinery to implement the laws I do not think that we can make any headyway towards controlling the law and order situation. With these words I thank you Sir, for the time you have given me.

جناب چیئرمین : اب پروفیسر صاحب کی تقریر رہ گئی ہے لیکن میرے خیال میں وقت کم ہے

unless you can finish today.

Prof. Khurshid Ahmad : Next time.

Mr. Chairman : Yes, Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : We could consider meeting instead of the normal 5.30 evening session, at 3.00 p.m. in the afternoon because of the early evening in the winter.

Mr. Chairman : Yes, Mr Law Minister what do you suggest?

Syed Fakhar Imam : Mr. Chairman, I have no objection, the National Assembly is meeting this morning as well as this afternoon because of the President's address and the Speaker will decide the timing when we adjourn. But, I think you can fix any time that suits the hon'ble members.

Mr. Chairman : Yes, Mr. Hoti, what do you think?

Mr. Muhammad Ali Khan : At 3.30 in the afternoon. After 'Asar Namaz' will come here then we will only break for 'maghrab' prayers and then we carry on till 8'O Clock.

جناب چیئرمین : کل آپ کو suit نہیں کرتا محمد علی خان صاحب ۔

Mr. Muhammad Ali Khan : Sir, tomorrow is holiday, people will be going to their villages and it will not to easy for them to come early in the morning so that is why probably your secretariat has also given us the notice that it would be in the evening and not in the morning.

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب اجلاس صبح کریں یا شام کو ۔

پروفیسر خورشید احمد : بعد از دوپہر ٹھیک ہے جناب ۔

جناب چیئرمین : وقت پھر ساڑھے تین بجے ٹھیک ہے اور پرسوں سے صدر صاحب کے خطاب پر ہی بحث ہو گی اور اس کے بعد میرے خیال میں اس موضوع کے لیے چار دن رکھے گئے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : یہ تو غیر سرکاری کارروائی کا دن تھا ۔

This would go to the next Private Member, Day and on the 26th we start with the President's address which we have fixed for four days with the consent of the House. So, this House is adjourned to meet again on the 26th which will be Wednesday at 3.30 pm.

[The House then adjourned to meet again at 3.30 O'Clock in the afternoon on Wednesday, the 26th of December, 1990.]